تیرے میرے درمیاں

انا الیاس

کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

تیرے میرے درمیاں

یا اللہ کہاں چھپوں اگر وہ یہاں بھی پہنچ گ ئے تو۔۔۔" اور اس سے آگے وہ سوچ نہیں سکی۔ وہ تو کتوں کی طرح اسکی بو سونگھتے پھر رہے تھے اگر ہالہ انکے ہاتھ لگ جاتی تو انہوں نے واقعی اسے چیل کنوؤں کے آگے ڈال دینا تھا۔

ہال روڈ کا بہت مصروف علاقہ تھا۔ ہالہ نے پاس کھڑی سفید آلٹو کو حسرت سے دیکھا کہ اگلے لمحے ہی وہ چونک گئی۔ اسے اسکے لاکس کھلے نظر آئے۔ کیا قسمت ایسے بھی مہربان ہوسکتی تھی۔ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔

اس نے ادھر ادھر دیکھتے جلدی سے دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹوں کے بیچ خود کو چھپا کر اپنا کالا دوپٹہ ایسے اوڑھا کہ کار کے کارپٹس کا ہی گمان ہوتا تھا۔

"اے اللہ میں آپکا نام لے کر سب چھوڑ آئی ہوں۔ آپ نے اس کار کا لاک کھلا رکھ کر میرا اس بات پہ ایمان پختہ کر دیا ہے کہ بے شک آپ سے بڑھ کر کوئی آپکے بندے کی حفاظت نہیں کرسکتا تو اے اللہ مجھے محفوظ ہاتھوں میں پہنچا دینا۔" ہالہ نے آنکھیں بند کرکے بڑی شدت سے اللہ کو مخاطب کیا تھا۔

———————————————

"ضامن کچھ خدا کا خوف کھا یار! کسی دن تیری اس بھلکڑ نیچر کی وجہ سے تجھے اپنی گاڑی سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں گے بیٹا" اسفند نے سفید آلٹو کی فرنٹ سیٹ کا ڈور کھولتے ہوئے ضامن کو لتاڑا۔" "پتہ نہیں یار مجھے کیسے بھول گیا۔" ضامن نے حیرت سے یاد کرنے کی کوشش کی کہ وہ کار کا لوک لگانا کیوں بھول گیا تھا۔

ضامن اور اسفند ہال روڈ اپنا لیپ ٹاپ ٹھیک کروانے آئے تھے۔ آدھے گھنٹے کا کام تھا۔ جیسے ہی وہ واپس آئے تو گاڑی کا لاک کھلا دیکھ کر اسفند کا میٹر گھوم گیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"دل کرتا ہے پورا باداموں کا گودام تیرے نام کردوں۔ تجھے سیکرٹ سروسز نے آخر کیسے لے لیا ہے۔ میں آج تک اس بات پہ حیران ہوں۔اللہ ہی پوچھے تجھے" اسفند کے طعنے وہ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال رہا تھا۔ اپنی جان لیوا

مسکراہٹ سے مسکراتے ہوئے اس نے ایک ابرو اٹھا کر اسے دیکھا اور بے اختیار قہقہہ بلند کیا۔ "ہاہاہا! یہ بیویوں والے طعنے دینے سے ذرا پرہیز کیا کرو" ضامن نے بمشکل اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے گھمبیر آواز میں کہا۔چھ فٹ سے نکلتا قد،مضبوط چوڑے شانے، گھنے سیاہ بال، گہری پرسوچ آنکھیں، کھڑی ناک اور گندمی چمکدار رنگت جس کو پیور ایشین بیوٹی کہا جاتا ہے، کلین شیو، جہاں سے گزرتا تھا لڑکیوں کے دل دھڑکا جاتا تھا۔ بقول اسفند کے ہم اتنی توپ چیز ہیں نہیں جتنا سیکرٹ سروسز نے ہمیں بنا دیا ہے۔

ضامن اور اسفند چائلڈ ہڈ بڈیز تھے۔شروع سے آرمی جوائن کرنے کی خواہش تھی دونوں کی۔ جو وقت کے ساتھ ساتھ بدلی اور دونوں نے آرمی کو جوائن کرنے کے ساتھ سیکرٹ سروسز کو بھی جوائن کیا جس سے بہت کم لوگ واقف تھے۔ ویسے تو دونوں کی

فیملیز اسلام آباد میں رہتی تھیں۔ لیکن انکی پوسٹنگ مختلف جگہ ہوتی تھی۔ آجکل لاہور میں بڑھتی ہوئی دہشتگردی کے باعث یہ دونوں جوہر ٹاؤن میں رینٹ پر فلیٹ لے کر رہ رہے تھے۔

ہالہ دم سادھے پچھلی سیٹوں کے درمیان لیٹی دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔ سیکرٹ سروسز کے نام پر چونکی اور سوچا کہ اللہ نے صحیح ہاتھوں میں پہنچایا ہے۔ یہ یقیناً میری مدد کریں گے۔

جیسے ہی گاڑی فلیٹس کی بلڈنگ کی کمپاؤنڈ میں انٹر ہوئی ہالہ آہستہ سے اٹھنے لگی۔ مگر پھر بھی پیچھے والی سیٹس میں ارتعاش محسوس کرکے وہ دونوں چونکے اور ہاتھ پینٹس میں موجود موزر پر گئے۔

جیسے ہی ہالہ کا سر ابھرا تب تک ضامن گاڑی پارک کر چکا تھا۔ اسکے اٹھتے ہی دونوں نے برق رفتاری سے پیچھے مڑتے ہینڈز اپ کہا۔ ہالہ اپنے اتنے قریب دو گنز دیکھ کر بے اختیار چیخنے لگی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ایک کے بعد جب دوسری چیخ بھی ماری تو ضامن نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اسکے منہ پر جمایا مگر موزر والا ہاتھ بدستور وہیں تھا۔ اپنے اتنے قریب موزر دیکھ کر ہالہ کی آنکھیں دہشت سے پھٹنے کے قریب تھیں۔

"اگر ایک آواز بھی اور نکلی تو یہیں پر بھون کر رکھ دوں گا۔" انتہائی سخت لہجے میں کہتے ضامن نے اسے دھمکی دی۔ صبح سے وہ جس ذہنی اور جسمانی مشقت برداشت کر چکی تھی اب اس دہشت انگیز منظر کو دیکھنے کی اس میں ہمت جواب دے گئی تھی۔

وہیں پر وہ ڈھ گئی۔ "واٹ دا ہیل۔۔ اٹھو ڈرامے مت کرو ادروائز تم مجھے جانتی نہیں۔" ضامن نے غصے سے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

اسفند نے بھی پیچھے ہوتے اسکی ڈھلکی کلائی پکڑ کر جونہی نبض چیک کی تو وہ واقعی میں بہت مدہم چل رہی تھی۔

"چھوڑ دے میرے بھائی وہ واقعی بے ہوش ہوگئی ہے۔" اسفند نے اسکے بے ہوش ہونے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔

دونوں سیدھے ہوکر اپنی سیٹس پر بیٹھے۔

"اب اس بلا کا کیا کریں۔" ضامن نے کسی قدر جھنجھلاہٹ سے کہا۔

"بلا تو واقعی ہے" اسفند نے شرارت سے ہالہ کو دیکھتے ہوئے کہا ۔

میں نے ہزار مرتبہ کہا ہے کہ جب میرے ساتھ ہو تو اپنی لڑکیوں سے متعلق چیپ سوچ اپنے پاس رکھا کرو۔" ضامن نے غصے سے اسے ڈانتے ہوئے جھاڑ پلائی۔ اتنی ٹینس سچویشن میں اسے اسفند کی یہ بات ایک آنکھ نہیں بھائی۔

"اب کیا کریں اسکا اگر کوئی کمپاؤنڈ میں آ گیا تو کیا ہوگا۔" ضامن نے پریشانی سے سوچتے ہوئے کہا۔ فوج اور انٹیلیجنس میں ہوتے ہوئے بے شمار ٹینس سچویشنز سے وہ دونوں گزرے تھے مگر یہاں بات ایک لڑکی کی تھی جس کے ساتھ انکی موجودگی ہر طرح سے مشکوک ہوسکتی تھی۔

"اسکا ایک ہی حل ہے کہ اسکو اٹھا کر پچھلے خفیہ راستے سے اپنے فلیٹ میں چلیں۔ کیونکہ فرنٹ سے اسکو لے کر جانا ہماری پوزیشن کو آکورڈ کردے گا۔"

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔سر کو اگر پتہ چل گیا نہ تو بیٹا اس زمین اور آسمان میں ہم کہیں ں ظر نہیں آئیں گے۔"

"تم بیٹھ کر سر کی پرمیشن کا ویٹ کرو میں جا رہا ہوں" ضامن کی بات پہ اسفند غصے سے گاڑی سے نکلنے لگا۔

" کیا ہوگیا ہے یار۔۔اچھا چل میں اسے اٹھاتا ہوں تو پہلے نکل کر چیک کر پچھلہ راستہ کلئیر ہے تو میں اسے اٹھا کر آتا ہوں۔ مجھے مس بیل دے گا تو میں سمجھ جاؤں گا کہ سب سیٹ ہے۔" ضامن نے بالآخر اسکے آیڈیا کو قبولیت بخشتے ہوئے کہا۔

اسفند لیپ ٹاپ ہاتھ میں لیئے گاڑی سے نکل کر پچھلی سیڑھیوں کی طرف بڑھا جو کہ ایمرجنسی کے لیئے لوگوں کے ل یئے اپنے بچاؤ کا ایک راستہ تھا۔

تھوڑی دیر بعد اسفند کی مسڈ کال آئی۔جس کا مطلب تھا کہ انکے فلیٹ تک راستہ کلئیر ہے۔

ضامن نے پھرتی سے ہالہ کو کندھے پر ڈالا۔ گاڑی لاک کی اور پچھلے راستے کی جانب دبے قدموں سے بڑھنے لگا۔

فلیٹ میں داخل ہو کر اسنے ایک کمرے میں ہالہ کو بیڈ پر لٹایا۔ یہ دو کمروں کا فلی فرنشڈ اور لگژری فلیٹ تھا۔ انٹر ہوتے ہی ایک چھوٹا سا کاریڈور جس کے اینڈ پر دائیں جانب

دو بیڈ روم سامنے بڑا سا لاؤنج جس کے ساتھ امریکن سٹال اوپن کچن اور اسکے ساتھ سٹور اور لانڈری تھی۔ لاؤنج میں بڑی سی گلاس وال تھی جس میں سے ایک دروازہ چھوٹے سے ٹیریس میں کھلتا تھا جہاں چیرز رکھ کر ساتھ میں مختلف پلانٹس سے ایک خوبصورت سا سیٹنگ ایریا بنایا گیا تھا جہاں اکثر رات یا شام میں اسفند اور ضامن چائے پیتے تھے۔

"سمیعہ کو کال کرکے ابھی اور اسی وقت آنے کا کہو۔" ضامن ہالہ کو بیڈ پر لٹاکے باہر آتے ہی اسفند سے بولا۔ سمیعہ نہ صرف اسفند کی منگیتر تھی بلکہ انہی کے ساتھ انٹیلیجینس میں آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ سے منسلک تھی۔

"اسکو بلانے کا مقصد۔ ویسے بھی شام ہوگئ ہے۔"

"رات تو نہیں ہوئ۔ اسکی چیکنگ میں یا تم تو کر نہیں سکتے سو سمیعہ ہی کرے گی۔ اور اسکو اپنا سسٹم لانے کا کہنا کیونکہ اس لڑکی کے ہوش میں آتے ہوئے اسکا سارا ڈیٹا سمیعہ چیک کرے گی۔پتہ نہیں کون ہے اور کس مقصد کے تحت ہماری کار میں تھی۔"

اوکے" ضامن کی بات سمجھتے ہوئے اسفند نے کال کرکے سمیعہ کو اپنے ہاں آنے کا کہا

"ہیلو گائز!" پندرہ منٹ بعد انکے فلیٹ کی بیل ہوئ۔ اسفند دیکھنے گیا۔ اسکے ساتھ سمیعہ لاؤنج میں انٹر ہوئ۔

"کیا ہوا ہے اتنی ایمرجنسی میں مجھے کیوں بلایا" بلیک جینز پر حسب سابق گرین اور بلیو چنری کا کرتا پہنے بلیو سٹالر گلے میں ڈالے اونچی سی پونی ٹیل اور نظر کے گلاسز لگائے پاؤں میں جوگرز پہنے وہ اپنے ٹام بوائے حلیے میں بھی بہت کیوٹ لگتی تھی۔ تیکھے نقوش۔ نڈر اور کانفیڈنٹ۔

ضامن نے سارا واقعہ سنا کر لڑکی کو چیک کرنے کا کہا۔

کیونکہ وہ خود لڑکیوں سے دو میل دور ہی رہتا تھا۔

ساری بات سمیعہ نے خاموشی سے سنی۔

"یہ بتاؤ کہ اسے گاڑی سے یہاں تک اٹھا کر تم ہی لائے تھے یا اسفند۔"

اسفند اور ضامن کے مقابل صوفے پر بیٹھی وہ مشکوک نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"تم دونوں کا کوئ حال نہیں۔ اب کیا لکھ کر دوں کے میں نے ہی اسے اٹھایا تھا۔ تمہیں یہاں تفتیش کے لیئے نہیں بلایا جو کام کہا ہے وہ کرو۔"

ضامن نے اسے جھاڑ پلاتے کہا۔ ان سب کو پتا تھا کہ وہ کام کے وقت کسی قسم کی ادھر ادھر کی باتیں برداشت نہیں کرتا۔

سمیعہ اسکا خراب موڈ دیکھ کر جلدی سے اٹھی اور اس کمرے میں گئ جہاں ہالہ موجود تھی۔

ایک عجیب سی کشش تھی اس میں جو لوگوں کو اپنی جانب کھینچتی تھی۔ سمیعہ بھی اس بات کی معترف ہوئ۔

اسکو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرتی رہی آخر پانچ دس منٹ کے بعد اسے ہوش آ گیا۔

سمیعہ کو اسکے پاس سے کوئ قابل قدر چیز نہیں ملی۔

آنکھیں کھولتے ہی جو چہرہ ہالہ کو نظر آیا وہ اسکے لیئے بالکل انجان تھا۔

"ک۔۔ک۔۔کون ہو تم" ہالہ ایک دم گھبرا کر اٹھی۔

سمیعہ ایک دم پیچھے ہوئ

ہالہ نے گھبرا کر چاروں جانب دیکھا۔"ڈئیر یہ تو میں تم سے پوچھنے آئ ہوں کہ تم کون ہو" سمیعہ نے دیوار کے پاس پڑی رائیٹنگ ٹیبل کی کرسی پکڑ کے بیڈ کے قریب رکھتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔میں کہاں ہوں" اس نے سمیعہ کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے ایک اور سوال کیا۔

"دیکھو لڑکی ابھی تک تو تم زمین پر ہی ہو۔ لیکن وہ جو باہر ایک بوگی مین بیٹھا ہے نہ وہ تمہیں عالم بالا میں پہنچانے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگائے گا۔"

"ک۔۔ک۔۔کون" ہالہ کی آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں۔

پہلا خیال یہی آیا کہ وہ ان لوگوں کے ہتھے چڑھ گئ ہے اسے بھول گیا تھا کہ اس نے کسی گاڑی میں پناہ لی تھی۔

"میڈم وہی جس کی گاڑی میں تم نے پناہ لی تھی"

سمیعہ کے کہنے پے اسکے دماغ میں بیہوش ہونے سے پہلے کے سب منظر سپارک ہوئے۔

"اوہ میں کیسے بھول گئ کے اللہ نے مجھے بچانے کے لئیے ایک راہ نکالی تھی" خود سے مخاطب ہوتے اس نے سوچا۔

"شکر" بے اختیار مسکراتے اس نے دل پر ہاتھ رکھ کر بلند آواز میں کہا۔

"کیا مطلب" سمیعہ جو اسکی مسکراہٹ سے ابھی صحیح سے متاثر بھی نہیں ہو پائ تھی کسی قدر تعجب سے بولی۔

"اس شکر کا مقصد۔۔۔" ابھی اسکا جملہ بھی پورا نہیں ہوا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئ۔سمیعہ نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔"کیا ہے" وہ پہلے ہی انہیں مشکوک سمجھ رہی تھی۔ اور اب ہالہ کی شکر کرنے والی بات سن کر اور بھی کنفیوزڈ ہوگئ تھی۔

"ضامن پوچھ رہا ہے کہ کچھ بتایا اس لڑکی نے۔"

میری تو بچپن کی رشتہ داری ہے نہ جو ملتے ہی میرے گلے لگ کر سب بتا دے گی۔"

سمیعہ نے اپنا غصہ اسفند پر نکالا۔

"میرا کیا قصور ہے یار۔ اچھا اسکو لے کر باہر آؤ" اس نے مڑتے ہوئے کہا۔

"چلو تمہاری پیشی آگئ ہے۔" سمیعہ نے اسے اٹھنے اور اپنے پیچھے آنے کا کہا۔

ہالہ کو اب تسلی ہوگئ تھی کہ وہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔سمیعہ کے پیچھے چلتے ہوئے وہ سب الفاظ ترتیب دے رہی تھی جو یقیناّ اسے اس شخص کے سامنے کہنے تھے جس کے جارحانہ تیوروں سے وہ بے ہوش ہوئ تھی۔

لاؤنج میں آ کر سمیعہ اسکے سامنے سے ہٹی اور پھر ضامن اور ہالہ آمنے سامنے تھے۔

ضامن کھڑا ہو کر اسکے سامنے آیا اور جانچتی ہوئ نظروں سے اسے دیکھا۔

ہالہ کو اپنا اعتماد برقرار رکھنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا کون ہو کہاں سے آئ ہو اور ہماری ہی گاڑی میں کیوں بیٹھیں۔ الف سے یہ تک شروع ہو جاؤ۔ اور اگر ایک لفظبھی غلط ہوا تو میں یہ نہیں دیکھتا کہ مجرم

مرد ہے یا عورت ایک جیسا سلوک کرتا ہوں" ضامن کے خشک اور بے لچک لہجے نے اسکے حواس سلب ضرور کیئے۔

"سمیعہ سب نوٹ کرو اور اسی وقت اس کا سارا بائیو ڈیٹا نکالو۔"

اسفند اسے بتا چکا تھا کہ لڑکی کے پاس سے کچھ نہیں نکلا۔

"میرا نام ہالہ سرفراز ہے پیرنٹس کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ ایس او ایس ولیج میں کون مجھے چھوڑ کر گیا میں نہیں جانتی۔ انہوں نے مجھے پڑھایا۔ پنجاب یونیورسٹی سے میس کوم میں ماسٹرز کر کے ایک اخبار میں رپورٹر ہوں۔ اقبال ٹاؤن میں کرائے کے فلیٹ میں رہتی ہوں۔ پچھلے دنوں رحمان شاہ کے بارے میں کچھ چیزیں میرے ہاتھ لگیں اور وہ میں نے شائع کروا دیں۔ اسے میرا سچ ہضم نہیں ہوا۔ اس نے مجھے کہا کہ میں باقاعدہ پریس کانفرنس میں اس سے معافی مانگ کر کہوں کہ میں نے اس کے بارے میں غلط خبر دی تھی وہ اس ماڈل گرل کے قتل کے کیس میں ملوث نہیں۔ جب میں نہیں مانی تو پہلے اس نے مجھے جاب سے نکلوایا اور پھر میرے فلیٹ پر بھی دھمکانے آیا اور پھر حد یہ کی کہ میرے پیچھے اس دن غنڈے پڑوا کر مجھے کڈنیپ کرنے کی کوشش کی۔اللہ نے

میری جان بچانی تھی جو آپ کی کار ان لاک تھی اور پھر اب میں یہاں ہوں" اسکے چپ کرتے ہی وہ تینوں جیسے ہوش میں آئے۔

وہ کیا سمجھے تھے اور اصل میں وہ لڑکی کیا نکلی۔

رحمان شاہ اور ایک مشہور ماڈل گرل کا واقعہ گزرے اتنے دن نہیں ہوئے تھے۔

انکو بھی اطلاع ملی تھی کہ رحمان شاہ نے ہی اس ماڈل گرل کو قتل کروایا تھا جس کی لاش اسی کے اپنے فلیٹ سے ملی تھی۔

مگر انہیں ثبوت نہیں ملے تھے۔

"سمیعہ سرچ ایچ اینڈ ایوری تھنگ" ضامن نے ہالہ کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے سمیعہ سے کہا اور خود کافی بنانے چلا گیا

آدھے گھنٹے میں سمیعہ نے اسکا سارا ڈیٹا چیک کر کے ضامن کو چیک کروایا۔مگر جس ایک حقیقت نے اسے چونکایا وہ اسکے فادر کی آئی ایس آئی کی اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی ڈیزگنیشن تھی۔

"تمہارے فادر آئی ایس آئی میں تھے۔" ضامن نے صوفے بیٹھے گود میں پڑے لیپ ٹاپ سے نظر ہٹا کر کہا۔

"جی" مختصر جواب دے کر ہالہ خاموش ہوگئی۔

"اب تم کیا چاہتی ہو۔ کہاں جانا ہے" اسفند نے اس سے سوال کیا۔

"آئی نو یہ مشکل ہوگا۔ مگر مجھے یہ اندازہ ہوگیا ہے کہ آپ لوگ سیکرٹ سروسز میں ہیں۔ اور آپکی جاب کا مقصد ہی بے قصور کو بچانا ہے۔ میں نہ صرف بے قصور ہوں بلکہ اکیلی بھی ہوں۔ مجھے آپکی ہیلپ چاہیئے۔ میں کچھ عرصہ روپوش رہنا چاہتی ہوں اور آپکے پاس میں سب سے زیادہ محفوظ رہوں گی۔"

اسکی فرمائش نے ان سب کو مخمصے میں ڈالا۔

"بی بی یہاں میں اور اسفند دو لڑکے ہی رہتے ہیں۔ یہ تو ابھی چلی جائے گی۔ آگے تم خود بہتر سوچ سکتی ہو۔"

ضامن کی بات پر ایک مسکراہٹ ہالہ کے ہونٹوں تک آئی۔

"جو لوگ اپنے قوم کی ماؤں بیٹیوں کی عزت کی خاطر اپنی جان تک کی پرواہ نہیں کرتے انکی شرافت پر تو میں کوئی کوئسچن مارک لگا ہی نہیں سکتی۔"

اسکی بات پر ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

کیونکہ اس لڑکی کی سچائی نے انہیں قائل تو کر لیا تھا۔

" کتنی دیر تک" ضامن نے پوچھا۔

"جب تک اللہ میرا ٹھکانہ کہیں اور نہیں کر دیتا"

"یہ سب اتنا آسان نہیں ہے۔ ہم یہاں اس بلڈنگ میں اکیلے نہیں رہتے۔ لوگوں کو پتہ چل گیا۔ تو ابھی تو صرف تم بے گھر ہو پھر ہم سب ہو جائیں گے۔

ضامن نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ وہ تو کسی لڑکی کو ویسے ہی برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ سمیعہ تو اسفند کی طرح اسکی بچپن کی دوست اور بہن بنی ہوئی تھی۔

"ضامن آج کی تو رات گزارو صبح سر سے مشورہ کریں گے۔ آئم شیور وہ بہتر سولوشن بتائیں گے"

سمیعہ کے کہنے پر وہ دونوں متعفق ہوئے۔

"ٹھیک ہے" ضامن کے مان جانے پر تینوں نے سکھ کا سانس لیا۔

سمیعہ کچھ دیر بعد اپنے گھر کی طرف نکلی۔ ہالہ سے اتنی دیر میں اچھی گپ شپ ہو گئ تھی۔

ضامن اور اسفند نے اسے اسی کمرے میں ٹھہرنے کا کہا جہاں اسے بے ہوش حالت میں لا کر لٹایا تھا۔ دونوں بیڈ رومز کے ساتھ اٹیچڈ باتھ تھے۔اسی لئیے انہیں کوئ ایشو نہیں ہوا۔ رات میں آنے والے حالات کا سوچتے کب اسکی آنکھ لگی وہ نہیں جانتی تھی۔"

اگلے دن صبح اسکی فجر کے ٹام پر آنکھ کھلی۔وضو کر کے جائے نماز ڈھونڈی جو کہ پاس ہی رائیٹنگ ٹیبل کے نیچے والے خانے میں اسے پڑی نظر آئ۔

نماز پڑھ کر وہ کشمکش میں تھی کہ یہیں بیٹھے یا باہر جائے۔باہر سے کھٹر پٹر کی آواز آئ تو وہ دل میں ہمت مجتمع کرتی دروازہ کھول کر باہر نکل آئ۔

ضمان ٹریک سوٹ پہنے جوسر میں جوس بنا رہا تھا۔

دروازے کی آواز پر مڑ کر دیکھا اور پھر بے تاثر چہرے کے ساتھ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

"ھمم! کھڑوس کہیں کا" ہالہ کو اس سے اتنی بےمروتی کی امید نہیں تھی۔

اور اب اس نے سوچ لیا تھا کہ اس سے کوئ امید بھی نہیں رکھنی۔

وہ صوفے پر خاموشی سی آ کر بیٹھ گئ کہ ضامن گلاس میں جوس لئیے اپنی طرف آتا دکھائ دیا۔

"اب اتنا بھی بے مروت نہیں" اس نے خود کو تسلی دی۔

مگر جیسے ہی اسے اپنے مقابل صوفے پر بیٹھ کر غٹاغٹ جوس چڑھاتے دیکھا۔ اپنی خوش فہمی پر لعنت بھیجی۔

"یہاں جتنے بھی دن رہنا ہے اپنی خدمت آپکو خود کرنی ہے ٹرے میں کھانا سجا کر کوئی آپکو پیش نہیں کرے گا اور نہ ہی آپ

۔ ہماری مہمان ہیں کچن سامنے ہے خود اٹھیں اور خود بنائیں۔"۔ گلاس خالی کر کے اٹھتے ہوئے وہ اچھی طرح اسکو خوش فہمی کی دنیا سے باہر نکال لایا

گلاس کچن کاؤنٹر پہ رکھ کر غالباً وہ جوگنگ کے لیئے چلا گیا تھا۔

مرتے کیا نہ کرتے وہ اٹھی اور اپنے لیئے ناشتہ بنایا۔یہ کیا انکا احسان کم تھا کہ انہوں نے اسے یہاں رہنے دیا تھا۔

دماغ سے منفی سوچوں کو جھٹکتے وہ ناشتہ بنانے لگی پھر کچھ سوچتے ان دونوں کے لیئے بھی آملیٹ بنا دیا۔فروزن پراٹھے پڑھے ہوئے تھے۔ اسکا مطلب ہے صبح پراٹھے کھاتے ہیں۔

سوچتے ہوئے اس نے پراٹھے بھی گرم کر لیئے۔

ابھی وہ یہ سب کر کے اور جوس کس برتن دھو کر فارغ ہوئی تھی کہ وہ دونوں واپس آگ ئے۔ اسفند، ضامن سے پہلے جوگنگ کے لیئے چلا گیا تھا۔

ہالہ نے اندازہ لگایا۔

"واہ واہ کیا خوشبو آرہی ہے، بھائی کسی اور کے فلیٹ میں تو نہیں آگ ئے۔" آملیٹ اور پراٹھوں کی خوشبو پورے فلیٹ میں پھیلی ہوئی تھی۔

"مسخرہ پن چھوڑو ناشتہ کرو اور جلدی نکلو۔سر کی دوبارہ کال نہیں آنی چاہئی ئے۔" انہیں جوگنگ کے دوران اپنے باس کی کال آگئی کسی کیس کی ارجنٹ میٹنگ تھی۔

"اسلام علیکم" ہالہ کو اسفند کی خوش مزاجی سے تھوڑی سے تقویت ملی تو اسے کچن کی جانب آتے دیکھ کر اس نے جھٹ سلام کیا۔

"وعلیکم سلام ارے جیتی رہو سسٹر صبح صبح ہمارے لیئے اتنی محنت کرنے کا شکریہ آؤ ٹیبل پر رکھتے ہیں"

ضامن چینج کرنے اندر چلا گیا اور اسفند خوش اخلاقی سے کہتا اسکے ساتھ مل کر چیزیں ٹیبل پر لے آیا اور اسے کھانے کا اشارہ کیا۔

"آجا یار" اسفند نے اسے آتے دیکھ کر کہا۔

"نو تھینک یو اب تم بھی جلدی کرو" ضامن بے مروتی سے کہتا کچن کی جانب چلا گیا اور سیب نکال کر کھانے لگا۔

حالانکہ ضامن خود پراٹھے لاتا تھا اور شوق سے بھی کھاتا تھا۔

اسفند نے اسکی اس حرکت پر یکدم ہالہ کو دیکھا جس کا چہرہ خفت سے سرخ ہو گیا تھا۔ وہ بچی تو نہیں تھی کہ ضامن کے اس انسلٹنگ ایٹی ٹیوڈ کو نہ سمجھتی۔

"اوکے سسٹر ٹائم شارٹ ہے سو آئی ہیو ٹو گو۔ اتنے مزیدار ناشتے کے لئیے تھینک یو" اسفند نے ضامن کے رویے کی تلخی کو کم کرنے کی کوشش کی۔

"پلیزر بھائی" ہالہ نے بھی اسے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ضامن نے بڑے غور سے بھائی بہن کی محبت کا یہ نظارہ دیکھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"سسٹر ہم باہر سے لاک کر کے جا رہے ہیں کیونکہ آپکی یہاں موجودگی کو ہم ڈسکلوز نہیں کرنا چاہتے ابھی۔ دوپہر میں سمیعہ آپکے پاس آجائے گی۔ اسکے پاس یہاں کی ڈپلیکیٹ چابی ہوتی ہے۔لینڈ لائن ہے لیکن آپ نے اٹینڈ ہنین کرنا کوئی ایشو ہو تو مجھے یا ضامن کو کال کر لینا یہ ہمارے نمبرز ہیں۔" نکلنے سے پہلے اسفند اسکے قریب آیا جو صوفے پہ بیٹھی تھی۔ اسے آتا دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسفند نے ضروری ہدایات دیتے ہوئے ایک پیپر دیا جس پر ان دونوں کے نمبر لکھے تھے۔

ضامن پاس کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔ ہالہ نے سر ہلاتے سب ہدایات سنیں

کبھی کبھی یہ ضروری نہیں ہوتا کہ ہم لفظوں سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کریں۔

ہمارے رویے بہت کچھ سمجھا دیتے ہیں" گاڑی چلتے ہی اسفند نے کہا۔

اس لیکچر کا مقصد؟" ضامن نے حیرت سے اسفند کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنے بچے نہیں ہو کہ سمجھ نہ آئے"

"وہ لڑکی اگر کسی مجبوری میں ہمارے پاس مدد کی امید لے کر آئی ہے اور تمہیں اسے مجبوراً رکھنا بھی پڑھ گیا ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ اپنے ہر عمل سے جتایا جائے۔ پراٹھے آئی تھنک تم ہی بہت شوق سے لاتے اور کھاتے بھی ہو اگر تم صرف بیٹھ کر کھا ہی لیتے تو کوئی فرق نہیں پڑھ جاتا تمہاری شان میں۔ اگر آج کوئی مجبور ہے اور ہم کسی کی مدد کرنے کے قابل تو ہماری اس خوش قسمتی میں نہ ہمارا کوئی کمال ہے اور اسکی بدقسمتی میں نہ اسکا قصور۔ جینڈر ڈسکریمینیشن سے بالاتر ہو کر سوچو کہ وہ ایک انسان بھی ہے اور اللہ نے اسے ہمارے پاس اسی لئیے بھیجا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم اسکی مدد کریں۔ میرا خیال ہے اس سے زیادہ سمجھانے کی تمہیں ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم اسکے سامنے بچھ جاؤ۔ ریزرو رہو روڈ نہیں۔"

اسفند شاید سال میں ایک مرتبہ ہی اتنا سنجیدہ ہوتا تھا اور جب وہ سنجیدہ ہوتا تھا تو پھر ضامن کو کسی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔

اب بھی ضامن کو یہی بہتر لگا کہ خاموشی میں ہی عافیت ہے۔ اور یقیناً اسکی بات بھی ٹھیک تھی۔ ضامن کی سب سے بڑی خوبی ہی یہی تھی کہ وہ اپنی غلطی کو جلد مان لیتا تھا اور عملاً اسے ٹھیک کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

————————————————————

بجے کے قریب فلیٹ کا دروازہ کھلا۔ ہالہ کچن میں کھڑی کچھ پکانے کا ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ سمیعہ آگئی۔1

ہیلو کیوٹ لیڈی" سمیعہ کے دوستانہ رویے نے اسے بہت ڈھارس دی۔نہیں تو صبح والے ضامن کے رویے پر وہ بہت دلبر داشتہ ہوئی تھی۔ اور اپنا ٹھکانہ کہیں اور کرنے کا شدت سے سوچ رہی تھی۔

"بالکل ٹھیک تم سناؤ۔ کیا کر رہی تھیں" سمیعہ اس سے مل کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔

"کچھ پکا لوں کیا میں" اس نے جھجھکتے ہوئے پوچھا

"ارے کیوں نہیں چلو مل کر کچھ پکاتے ہیں۔" وہ سر ہلاتی اسکے ساتھ لگ گی۔

انہوں نے چکن نکالا، نوڈلز، چاول سب موجود تھا،ہالہ نے سنگا پورئین رائس کا آئیڈیا دیا دونوں نے جھٹ پٹ بنا لیا۔

سمیعہ کیا تم میرے لئیے کوئی جگہ ارینج کرسکتی ہو۔آئی نو میں نے تم سب کو بہت پریشان کیا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ میرا یہاں رہنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔"

اس نے ہچکچاتے ہوئے سمیعہ کو کہا جب وہ دونوں کھانا کھانے کے بعد لاؤنج میں بیٹھی چائے پی رہیں تھیں۔

کیوں کیا ہوا رات تک تو میں سب سیٹ کرکے گئی تھی۔کیا اسفند نے کچھ کہا ہے" سمیعہ اسکی شرارتی طبیعت سے واقف تھی سوجھٹ سے پوچھا۔

"ارے نہیں اسفند بھائی تو بہت اچھے ہیں" وہ جلدی سے کلئیر کرنے کے لئیے بولی۔

"تو پھر ضامن؟" اب کی بار ہالہ نے خاموشی سے بس سر جھکا دیا۔

"ارے یار اسکی بات کو سیریس مت لو۔ انفیکٹ وہ لڑکیوں سے الرجک ہے۔ میرے ساتھ بھی صرف اسی لئیے فرینک ہے کیونکہ مجھ میں لڑکیوں والے گٹس ہنین۔تم اسکی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دو۔ اور ویسے بھی جیسے ہی سر کو پتہ چلے گا وہ تمہارا خود بندوبست کر دیں گے، ڈونٹ وری۔" سمیعہ کی بات وہ کچھ مطمئن ہو گئی۔

-________________________

میٹنگ ختم ہونے کے بعد اویس عالم جو کہ انکے باس تھے۔ انہوں نے اسفند اور ضامن کو روک لیا۔

"ہاں بھئی کس لڑکی کو پروٹیکشن پروائیڈ کی جارہی ہے۔" انہوں نے ایک ہاتھ سے پیپر ویٹ گھماتے ہوئے پوچھا اسفند سے تھا اور نظریں ضامن پر تھیں۔

اسفند اور ضامن دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا اور پھر اسفند نے ساری ڈیٹیل بتائی۔

"اسکے ڈیٹا سے متعلق انفارمیشن تم نے سمیعہ سے لے کر اپنے پاس سیو کی ہے۔"

"جی سر" اسفند تیزی سے بولا۔

"دین واٹ آر یو ویٹنگ فار شو اٹ ٹو می" انکا ٹھنڈا دھیما لہجہ بھی کبھی کبھار ان دونوں کے ہاتھ پاؤں پھولا دیتا تھا۔

اسفند نے جلدی سے ڈیٹا نکال کر انکے سامنے رکھا۔

اسکے باپ کے نام اور پوزیشن نے انہیں اچھا خاصا چونکایا تھا مگر انہوں نے ان دونوں کو یہ محسوس نہیں ہونے دیا۔

"اوکے ناؤ واٹ یو وانٹ" انہوں نے براہ راست ضامن سے پوچھا۔

"واٹ ایور یو ول ڈسائڈ آئل پرسیو اٹ"

"آر یو شیور" انہوں نے جانچتی نظروں سے ضامن کو دیکھا جو انکے عزیز ترین دوست عاصم ملک کی اولاد تھا اور انہیں اپنی اولاد کی طرح عزیز تھا انکے ہر حکم کو ماننے والا۔ اب بھی ایسا ہی ہوا تھا۔

"اوکے دین اٹس بیٹر ٹو کیپ ہر ود یو فار سم ٹائم"

اوکے سر" دونوں نے انکی ہاں میں ہاں ملائی اور مصافحہ کر کے باہر نکل آئے۔

____

ہیڈ کوارٹر سے نکل کر وہ سیدھا فلیٹ پر آئے۔ جہاں سمیعہ انکی منتظر تھی۔منتظر تو ہالہ بھی تھی آخر انکا جو کوئی بھی باس تھا ان دونوں نے آج اس سے ہالہ کے متعلق بھی بات کرنی تھی۔

وہ دعا مانگ رہی تھی کہ کسی طرح انکا وہ باس ہالہ کا کہیں اور بندوبست کروا دے اور اس کھڑوس سے ضامن سے اسکی جان چھٹے۔

مگر قسمت ابھی اس پر اتنی بھی مہربان نہیں ہوئی تھی۔

انکے اندر آتے ہی سلام دعا کے بعد سمیعہ نے پوچھا"تو پھر بات ہوئی تم لوگوں کی سر سے۔"

" کچھ کھانا کھانے کی اجازت ہے یا پھر پہلے تمہاری عدالت میں حاضری دیں۔"

ضامن تو پہلے ہی تپہ ہوا تھا سمیعہ کی بے صبری پر اس پہ چڑ دوڑا۔

پیچھے سے اسفند نے ہاتھ جوڑ کر سمیعہ کو خاموش ہونے کا کہا۔

"یار تو فریش ہو کر آ۔سمیعہ کچھ پکایا ہے تو جلدی سے رکھو۔"

اسفند نے فوراً دونوں کو ادھر ادھر کیا نہیں جنگ چھڑ جانی تھی۔

ضامن فوراً بیڈ روم کی طرف بڑھا۔

"تمہیں کیا ضرورت تھی بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالنے کی" اسکے جاتے ہی اسفند نے سمیعہ کو ڈانٹا۔ وہ تو شکر تھا کہ ہالہ دوسرے کمرے میں نماز پڑھ رہی تھی نہیں تو وہ پھر سے دلبرداشتہ ہو جاتی۔

"تو اب بتا بھی چکو کہ سر نے ہالہ کے بارے میں کیا کہا۔

"انہوں نے فی الحال اسے یہیں رکھنے کا کہا ہے۔ اسی لیئے اسکا موڈ آف ہے" اسفند نے تفصیل بتاتے ہوئے ضامن کے خراب موڈ کی وجہ بتائی۔

"چلو جی ہالہ بے چاری کا نصیب۔۔وہ ضامن کے ایٹی ٹیوڈ سے کافی ٹینس تھی" "ہاں میں نے اسے سمجھایا تھا صبح ہوپ فلی اب وہ انسان بن کر رہے گا۔" دونوں کھانا لاؤنج کی سینٹر ٹیبل پر رکھتے باتیں بھی کر رہے تھے۔

شکر کے ضامن نے خاموشی سے کھانا کھایا۔

کچھ دیر بعد سمیعہ چلی گئ اور اسکے جاتے ہی ہالہ بھی اپنے روم میں چلی گئ جہاں وہ رات میں ٹھری تھی۔

اسفند چائے بنا کر ناک کر کے اسے کمرے میں دینے آیا۔

"بھائ آپ نے چائے کیوں بنائ مجھے کہ دیتے"

ہالہ کو اسکے ہاتھ سے چائے لیتے بہت عجیب لگا۔

"ارے کوئ بات نہیں ہم شروع سے ہی ہوسٹلز میں رہے ہیں سو ہمیں اپنے کام کرنے کی عادت ہے۔"

"لیکن جب تک اب میں یہاں ہوں آپ لوگ ایسے کوئ کام نہیں کریں گے"

"اوکے اوکے!" اس نے اتنے مان سے کہا کہ اسے مانتے ہا بنی۔

اور پھر کچھ دنوں میں ہالہ نے انکے سارے کام اپنے ذمے لے لیئے۔

ضامن کو وہ براہ راست مخاطب نہیں کرتی تھی۔ اسفند کے تھرو اس کی چیزوں کا خیال رکھتی۔

ضامن کو چونکہ اس میں کوئ دلچسپی نہیں تھی سو اسے اس بات سے کوئ فرق نہیں پڑھتا تھا۔ بلکہ وہ شکر ہی کرتا کہ وہ اسے مخاطب نہیں کرتی۔

یہ کچھ ہی دنوں بعد کی بات تھی۔ ہالہ فلیٹ میں اکیلی تھی۔ ضامن اور اسفر کسی کام کے سلسلے میں صبح کے نکلے ہوئے تھے۔

اب بھی اس بلڈنگ میں کسی کو ہالہ کی انکی فلیٹ میں موجودگی کا نہیں پتہ تھا۔ کیونکہ وہ جانے سے پہلے فلیٹ کو لاک کر جاتے تھے۔

سمیعہ کچھ شاپنگ کرکے اسکے کپڑے اور ضرورت کی چیزیں دے گئ۔

ہالہ لاؤنج میں بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھی کہ دروازے پر کلک کی آواز سے وہ یہی سمجھی کہ ضامن اور اسفند آگ ئے ہیں۔

وہ کچن میں انکے لیئے جوس بنانے گئ کیونکہ وہ آتے ہی جوس ضرور پیتے تھے۔

جیسے ہی قدموں کی آواز آگے آئ تو کسی کے بولنے کی آواز بھی آئ جیسے کوئ فون پر بات کر رہا ہو۔ مگر یہ آواز ہالہ کے لیئے اجنبی تھی۔

اسکے ہاتھ جوسر پر ڈھیلے ہوگ ئے۔اور آنے والا موبائل بند کرکے اب لاؤنج میں اپنا بیگ سائیڈ پر رکھ کر مڑ کر صوفے پر بیٹھنے لگا اسکی نظر سیدھی کچن میں پریشان کھڑی ہالہ پر پڑھی۔

وہ جو کوئ بھی تھے انہیں بزرگ نہیں کہا جا سکتا تھا۔ ضامن جتنا ہی قد کھاٹ۔ کنپٹیوں کے بال سفید تھے انکی جتنی بھی عمر تھی۔

ہالہ کو وہ فورٹیز کے ہی لگے۔

وہ بھی اس فلیٹ میں ایک لڑکی کو دیکھ کر ہالہ سے بھی کہیں زیادہ حیران ہوئے۔

"کیا انہوں نے کام والی رکھ لی ہے۔ مگر پھر خیال آیا کہ کام والی نہ تو جینز پہنتی ہے اور نہ ہی اتنی صاف ستھری اور خوبصورت ہوتی ہے۔

وہ وہاں بیٹھنے کی بجائے کچن کے پاس آئے اور ماتھے پہ تیوری لا کر اسے دیکھا۔

"کون ہو تم اور ان دو لڑکوں کے فلیٹ میں کیا کر رہی ہو" بارعب شخصیت کے ساتھ انکی آواز بھی انہی کی طرح بارعب تھی۔

"مم۔۔ میں۔۔" ابھی وہ کوئی کہانی گڑھنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ مین ڈور پر کلک کی آواز کے ساتھ ہی کوئی اندر آیا اور پھر دبے قدموں اندر آتے ایک دم عاصم ملک پر پسٹل تانتے ہوئے بولا۔

"ڈیڈی" ایک دم پسٹل والا ہاتھ نیچے گیا۔ ہیرڈز۔۔۔۔

واپس آ کر ضامن نے جیسے ہی فلیٹ کے دروازے پر لگائی تو اسے لاک کھلا ہوا ملا وہ یہی سمجھا کہ انکے فلیٹ پر کسی نے دھاوا بولا ہے۔ پہلی مرتبہ اسے ہالہ کا خیال آیا کہ کہیں اسے نہ کچھ ہوا ہو۔

وہ گن پاکٹ سے نکال کر دبے قدموں آیا تا کہ اندر موجود شخص کو پکڑ سکے مگر یہ وہم و گمان میں نہ تھا کہ اسکے ڈیڈی بھی ہو سکتے ہیں۔

وہ خود بھی آئی ایس آئی کے ڈائریکٹرز میں سے تھے۔سو کسی نہ کسی کیس کس سلسلے میں لاہور آتے جاتے تھے۔ جب سے ضامن اور اسفند کی پوسٹنگ یہاں ہوئی تھی وہ اب لاہور آ کر انہی کے پاس ٹھہرتے تھے۔

لہزا فلیٹ کی ایک چابی انکے پاس بھی ہوتی تھی۔

" کون ہے یہ" جیسے ہی وہ ان سے ملنے کے لئیے آگے ہوا انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہیں رکنے کا کہا۔

"پہلے جو پوچھا ہے اسکا جواب دو" وہ بھی ضامن کے ہی باپ تھے۔

"ڈیڈی آپ پہلے بیٹھ جائیں" اس نے کھا جانے والی نظروں سے ہالہ کو ایک نظر دیکھ کر عاصم صاحب سے کہا۔

"میرے پیچھے تم لوگوں نے یہ کچھ شروع کر دیا ہے۔ تبھی ڈور بھی لاک تھا۔ میں ابھی اویس سے بات کرتا ہوں۔ ہو کیا رہا ہے آخر یہاں" انہوں نے غصے سے کہتے ہوئے ضامن کو گھورا۔ وہ کچھ اور ہی سمجھے تھے۔

"ڈیڈی سر کو پتہ ہے اس لڑکی کا اور انکی پرمیشن سے ہی ہم نے اسے یہاں رکھا ہے۔" ضامن نے انہیں ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی جو فون نکال رہے تھے۔

"صرف دو منٹ ہیں تمہارے پاس جلدی سے سب بتاؤ اسکے بارے میں" ہالہ کو اب سمجھ آئی کہ ضامن کی نیچر ایسی کیوں ہے۔ یقیناً اسکے پیرینٹس نے اسکی تربیت بہت ٹف کی تھی۔

ہالہ کچن میں ہی تھی اور وہ دونوں لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

"ادھر آؤ بیٹا" ضامن کی ساری بات سننے کے بعد انہوں نے ہالہ کو اپنے پاس بلایا۔

وہ گھبراتی ہوئی انکے پاس آئی۔ انہوں نے اسے اپنے برابر صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ضامن سامنے والے صوفے پر دونوں گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے اور ہاتھوں کو آپس میں جوڑے سر ہلکا سا جھکائے بیٹھا تھا۔

ہالہ کو تو اکثر کسی فلم کا ہیرو ہی لگتا تھا۔

"بیٹا آئی ایم سوری جس طریقے سے آپ اس گھر میں موجود تھیں۔ میں اس سے پریشانی میں غلط نتیجہ اخذ کرگیا۔ بہرحال ہم آپکو پوری طرح پروٹیکٹ کریں گے۔ رحمان شاہ آلریڈی ہماری ہٹ لسٹ پہ ہے۔ اس کیس کے علاوہ ہم نے اور بھی کیسز اسکے ڈھونڈے ہیں۔ خیر آپ ریلیکس ہو کر کچھ عرصہ یہاں رہو پھر کچھ اور بندوبست کرتے ہیں آپکا"

انہوں نے اسے تسلی دیتے آخر میں ضامن کو دیکھتے کہا۔

"یہ اسفند کہاں ہے۔" انکے سوال پر اس نے سر اٹھایا نظر سیدھی اپنی جانب تکتی ہالہ پر پڑھی تو اسکے ماتھے پر شکنیں ابھر آئیں۔

ہالہ نے فوراً سر نیچے جھکا لیا۔

"کچھ کام سے گیا ہے ابھی آ جائے گا۔آپ فریش ہو جائیں تب تک۔"

اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے کہا۔

آپ کچھ لیں گے انکل۔ جوس یا چائے" ہالہ نے انکو اٹھتے دیکھ کر پوچھا۔

وائے ناٹ بیٹا چائے" انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہالہ کو تھوڑی سی تسلی ہوئی۔

ابھی وہ جوگنگ سے واپس آیا ہی تھا۔ کمپاؤنڈ سے آتے ہوئے ہوکر جو اخبار دے کر گیا تھا وہ ہاتھ میں لیئے اپنے فلیٹ کی جانب گیا۔ آج ضامن اکیلا ہی جوگنگ پہ گیا تھا۔

اسفند کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی سو وہ سو رہا تھا۔

ہالہ نے جونہی اندر آتے ضامن کو ٹیکھا کچن میں اس کس لیئے ناشتہ بنانے چلی گئ۔

ان دونوں میں اگر بہت خوشگوار بات چیت کا تبادلہ نہیں ہوتا تھا تو سرد مہری بھی نہیں تھی۔

ضامن کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ خود بھی اسے اگنور کرتی ہے اور اسے یہ بات بہت اچھی لگی تھی۔

"میں نے ناشتہ بنا دیا ہے اگر آپ کہتے ہیں تو ٹیبل پر لگا دوں۔" ہالہ نے اسے فریش ہو کر آتے دیکھا۔ مگر وہ ابھی بھی ٹراؤزر اور ٹی شرٹ میں تھا۔

یہ پہلی مرتبہ تھا کہ وہ اسے براہ راست مخاطب کر رہی تھی۔

"نہیں ابھی بس چائے دے دیں، اسفندھ اٹھے گا تو اکٹھے کر لیں گے۔" اس نے مصروف سے انداز میں اخبار پڑھتے بغیر اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ابھی اس نے دوسرا صفحہ کھولا ہی تھا کہ پہلی خبر پر ہی وہ شاکڈ رہ گیا۔ بے یقینی سے اس نے کچن میں چائے بناتی ہالہ کو دیکھا۔

"اوئے بڈی آ گیا تو جوگنگ کرکے"اسفند نے اسکے کندھے پر ہاتھ مار کر کہا۔

ضامن نے بے باثر چہرے کے ساتھ اسے دیکھا۔ اسفند ایک دم چونکا۔

"کیا ہوا ہے" اسے ضامن کے چہرے پر کچھ غیر معمولی تاثرات دیکھے۔

اس نے خاموشی سے اخبار کی اس خبر کی طرف اشارہ کیا۔

اسفند اسکے پاس ہی صوفے پر بیٹھ کر خبر پڑھنے لگا اور جیسے جیسے پڑھتا جا رہا تھا اسکے چہرے کے تاثرات بدلتے جا رہے تھے۔

جبکہ ضامن کی کھوجتی اور کچھ غصیلی نظریں اب تک ہالہ پر جمیں تھیں۔

وہ جونہی چائے لے کر آئی تو ضامن کو اپنی طرف تکتا پا کر کچھ حیران اور پریشان سی ہوئی۔

"کیا ہے یہ" ضامن نے اسفند سے اخبار لے کر ہالہ کی جانب بڑھایا۔

اس نے حیران ہو کر اخبار دیکھا جس میں اسکی تصویر کے ساتھ ہیڈ لائن تھی۔ "مفرور قاتلہ" اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے خبر کو پڑھنا شروع کیا۔

"ہالہ سرفراز جو کہ کسی گروہ کے ساتھ ملوث ہے۔ جمعرات کی رات ایک بے قصور کو ماڈل ٹاؤن کے بلاک ایل میں لوٹ کر اور پھر قتل کر کے بھاگ گئی۔جس کسی کو نظر آئے

یا اسکے متعلق کچھ خبر ہو مندرجہ ذیل رابطے پر اطلاع دے۔ پولیس کو یہ مفرور قاتلہ درکار ہے۔ براہ مہربانی ہمارے ساتھ تعاون کریں۔"

اخبار اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔ضامن کھڑا ہو کر اسکے مقابل آیا۔

"جمعہ کا دن تھا نہ جب تم مصیبت بن کر ہمارے ساتھ یہاں آئی تھیں"

"نہ۔۔نہ۔۔۔نہیں یہ سب غلط ہے میں نے کسی کا قتل نہیں کیا۔"

وہ روتے ہوئے بے اختیار بولی۔

"یہ خبر جس نے چھپوائی ہے وہ ایس ایچ او ہے۔ نام تو پڑھ چکی ہو گی۔ زمان شاہ۔ اب یہ بھی بول دو کے وہ ایس ایچ او نہیں۔ ہم جھوٹ بول رہے ہیں تم۔۔۔" ابھی اس نے غصے سے کہتے اسکی بازو پکڑی ہی تھی کہ اسکے موبائل پر اویس عالم کی کال آنے لگی۔

اس نے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کال اٹینڈ کرتے ہالہ کی بازو کو ایک جھٹکے سے چھوڑا اور ایک غصیلی نظر اسکے چہرے پر ڈالی جو مجرموں کی طرح سر جھکائے رو رہی تھی۔

"اسلام علیکم سر۔"

"۔ وعلیکم سلام! تھوڑی دیر میں میں سمیعہ کو بھیج رہا ہوں وہ نقاب میں آئے گی تم اور اسفند ہالہ کو لے کر میرے کینٹ والے فلیٹ میں نقاب میں ہی لے کر آؤ گے۔ سمیعہ کھڑکی کے راستے سے تمہارے فلیٹ سے نکل آئے گی۔

تمہارے ڈیڈی بھی میرے پاس پہنچ چکے ہیں۔تمہارا اور ہالہ کا میرے فلیٹ پر نکاح ہو گا۔ پھر وہ نقاب میں تمہارے ڈیڈی کے ساتھ تمہارے فلیٹ پر واپس آئے گی۔"

انکے آخری جملے سن کر اسکا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

"ہالڈ آن سر۔۔۔یہ ۔۔یہ کیا کہا ہے آپ نے" اس نے بے یقینی سے پوچھا کہ شاید وہ جلدی میں کچھ غلط کہہ گئے ہیں۔

"اونچا سننے لگ گئے ہو کیا۔تمہیں پتہ ہے کہ میں اپنی بات دہراتا نہیں۔ لیکن تمہارے متوقعہ ہونے والے نکاح کی خوشی میں، میں بتا دیتا ہوں کہ تمہارا اور ہالہ کا نکاح ہو رہانے کچھ دیر بعد۔ اپنی آبجکشن" انہوں نے ٹھنڈے اور سرد لہجے میں کہا۔

"جی بالکل بہت سارے آبجکشنز" وہ موبائل سنتا اپنے روم میں آ گیا۔

"آئی گیو آ ڈیم! میں نے کبھی تمہارے باپ کی نہیں سنی تم کیا چیز ہو"

"وہ میرے ڈیڈی ہیں یہ میں ہوں"

ضامن ان سے کافی فرینک تھا سو کبھی کبھی تو انکے ساتھ دوستوں کی طرح بات کرتا تھا۔

"سر یہ کوئی ٹافی دینے کی بات نہیں اور نہ میں اتنا بچہ ہوں آجکا اخبار آپ نے شاید پڑھا نہیں، محترمہ عادی مجرم اور قاتلہ ہیں۔"

اب میں ان اخبار والوں کی باتوں پے اپنے فیصلے کروں گا۔اور ہم جانتے تھے کیا خبر آنے والی ہے اسی لئیے یہہ فیصلہ کیا ہے۔

"سر مجھے یقین ہنین آرہا کہ اتنا کچھ جاننے کے بعد بھی آپ یہ کچھ کہہ رہے ہیں"

"اور مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم مجھ سے آرگیو کر رہے ہو"

" مگر سر" وہ بے چارگی سے بولا

ضامن انف" انکی دھاڑ پر وہ ہکا بکا رہ گیا۔

"تم یہ نہیں کر سکتے تو ٹھیک ہے اسفند تو ہے نا"

سر۔۔" اس نے بے یقینی سے انکی بات سنی۔

"جب تک سمیعہ نہیں آتی تم اچھی طرح سوچ لو اور فون ہالہ کو دو"

اسنے لب بھینچتے انکی بات سنی پھر باہر آ کر کھا جانے والی نظروں سے ہالہ کو دیکھ کر فون اسکی جانب بڑھایا۔

اس نے حیران ہوتے ہاتھ بڑھا کر پکڑا۔

اور دوسری جانب کی بات سنتے دوسرے کمرے میں چلی گئ۔

کیا ہوا ہے یار کس کی کال ہے میں تو چکرا گیا ہوں" اسفند ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔

"بیٹا ابھی تو یہ کچھ بھی نہیں نیکسٹ مشن کے لیئے تیار ہوجاؤ اینڈ آئ بیٹ اگر تمہارے چودہ طبق روشن نہ ہوئے تو میرا نام بدل دینا

کیا مطلب" اسفند نے تعجب سے پوچھا اور پھر جو کچھ ضامن نے بتایا اس سے اسکے چودہ کیا چودہ ہزار طبق روشن ہوگ ئے۔

"ہاؤ از بٹ پاسبل یار" اسفند کی پریشان آواز پر وہ صرف تلخ مسکراہٹ ہی دکھا سکا۔

"آپکا موبائل" ایک ہاتھ اسکی آنکھوں کے آگے آیا۔ اس نے جھپٹنے والے انداز میں اس سے موبائل لیا۔ اور جونہی غصیلی نظر اسکی جانب کی تو اسکی بھیگی روئ روئ پلکیں دیکھ کر اسکا میٹر پھر سے گھوم گیا۔

"یہ ڈرامے کس بات کے کر رہی ہو، تمہیں تو خوش ہونا چاہئیے، یہی گھٹیا مشن لے کر آئیں تھیں نا اور کتنے چہرے ہیں تمہارے آج وہ سب بھی دکھا دو۔ کس مظلومیت کا رونا رویا ہے تم نے کے میرے فادر اور باس دونوں کو بے وقوف بنا لیا ہے۔" وہ دانت پیستے ہوئے اسکے مقابل کھڑا اس سے پوری طرح سچ اگلوانے کے موڈ میں تھا۔

"میں آپکے منہ نہیں لگنا چاہتی" وہ کسی بھی لڑائ سے بچنے کے لئ ئے اتنا کہہ کر اندر کمرے کی جانب مڑنے لگی کہ کلائ ضامن کے ہاتھ میں آگئ۔

"سمجھا کیا ہوا ہے تم نے خود کو۔ میں ایسے لہجے برداشت نہیں کرتا" ضامن نے اسکے بازو کو جھٹکا دیتے اسکا رخ اپنی جانب کیا۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں آپ جیسے کھڑوس سے تعلق جوڑنے کا۔اور میں کیا ہوں اور میری اصلیت کیا ہے یہ ابھی کچھ دیر میں آپکو واضح ہو جائے گی۔" وہ غصے سے اپنا بازو چھڑاتی اندر جا کر دروازہ بند کر گئی۔

"یہ۔۔۔" ضامن کے پاس تو جیسے الفاظ ہی ختم ہو گئے تھے۔ کسی لڑکی کی ہمت نہیں ہوئی تھی کہ اس سے اسطرح بات کرتی۔

ابھی وہ اور اسفند اس حیرانگی سے نہیں نکلے تھے کہ سمیعہ آگئی۔

اور پھر انہوں نے ویسے ہی کیا جیسے اویس عالم نے انہیں حکم دیا تھا۔

بھینچے ہونٹوں کے ساتھ گاڑی چلاتے وہ انتہائی سنجیدہ حد تک خاموش تھا۔

جیسے ہی وہ اویس عالم کے فلیٹ پر پہنچے اسے اپنے تاثرات صحیح کرنے پڑے۔ جو بھی تھا بہرحال وہ اویس عالم کے کسی بھی فیصلے کی سرتابی کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

ایک عجیب سا لگاؤ تھا اسے ان سے۔

فلیٹ میں انٹر ہوتے ہی اسے عاصم ملک اور اویس شاہ کے کچھ اور دوست نظر آئے ساتھ میں مولوی بھی تھا ۔

یعنی کہیں اب بچاؤ کی صورت نہیں تھی۔

"ہاں تو کیا فیصلہ ہے تمہارا" ہالہ کو لیئے جب اویس عالم دوسرے کمرے میں گئے تو اپنے پیچھے اسے بھی آنے کا اشارہ کیا۔

"میں نے کبھی بھی آپ کے کسی فیصلے کی مخالفت نہیں کی، مگر کیا میرا یہ جاننا حق نہیں بنتا کہ جو لڑکی میری بیوی بننے والی ہے اسکا انفیکٹ بیک گراؤنڈ کیا ہے۔ وہ لڑکی جو صبح تک ایک قاتلہ کے روپ میں میرے سامنے تھی۔ اچانک اس میں ایسے کون سے سرخاب کے پر نکل آئے کہ آپ اور ڈیڈی اسے میری تحویل میں دینے پر بضد ہیں۔"

الجھے لہجے میں اپنے دل کی بات کہتا وہ انہیں ہمیشہ سے زیادہ بہت پیارا لگا۔ پومک کے ٹریک سوٹ میں اپنی مردانہ وجاہت کے ساتھ وہ اور بھی ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"یقیناً! یہ سب تمہارا حق ہے۔ کیا تمہارے خیال میں میں ایک لڑکی کی اس انفارمیشن سے مطمئن ہو جاتا جو تم لوگوں نے مجھے پروائڈ کی تھی۔ بیٹا میں تمہارا استاد ہوں۔سو یہ سمجھ لو کو جو انفو تم لوگوں نے پروائڈ کی وہ اس سب کا ایک چھوٹا سا حصہ تھی جو بعد میں میں نے اپنے رسورسز سے حاصل کی۔ وہ غلط نہیں تھا جو ہالہ نے تمہیں بتایا۔ مگر جو کچھ مجھے پتہ یلا وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ مگر وہ میں تمہیں ابھی نہیں بتا سکتا، ہمارے پاس ٹائم اتنا نہیں۔ بس یہ سمجھ لو کہ یہ قاتلہ نہیں ہے۔اور کیا اگر میں تمہیں اپنی بیٹی سے نکاح کے لئےئے کہتا تو کیا تم تب بھی سوچنے کا وقت لیتے؟"

"آف کورس ناٹ" انکی اتنی بڑی بات کے بعد اب شک کی گنجائش نہیں تھی کہ ہالہ بہرحال بے قصور ہی ہے۔

"تو پھر یہی سمجھو کہ میں تمہارا نکاح اپنی بیٹی کے ساتھ کروا رہا ہوں۔"

ہالہ جو کہ برقعہ اتار چکی تھی اور نظریں نیچی کئیے انکی باتیں سن رہی تھی۔ اویس عالم نے اسے محبت سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

ضامن نے ایک نظر اسکی آنسو برساتی نظروں کر کہا۔

"مجھے منظور ہے میں مطمئن ضرور ہوگیا ہوں مگر الجھن ابھی بھی برقرار ہے کہ میری ہونے والی کا بیک گراؤنڈ کیا ہے"

"تصحیح کر لو بیوی نہیں ہونے والی منکوحہ؟"

"کیا مطلب" اس نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

"ابھی صرف نکاح ہو رہا ہے اسکی رخصتی نہیں، رہے گی وہ تمہارے ہی فلیٹ میں لیکن تمہاری منکوحہ کے روپ میں۔ اتنی آسانی سے میں اپنی پیاری بیٹی کو تمہارے حوالے نہیں کرسکتا جس کے ساتھ صرف نکاح پر ہی جرح ختم نہیں ہو رہی۔"

یہ زیادتی ہے سر، ابھی تو گھنٹہ بھی نہیں ہوا آپکو اپنی عزیز جان بیٹی سے ملے کہ آپ نے پارٹی بدل لی ہے۔" اس نے انکی طوطا چشمی پر اعتراض کیا۔

انہوں نے ہنستے ہوئے اسے گلے لگایا۔

"اگر تم میرے عزیز ترین دوست کے بیٹے ہو تو ہالہ بھی ہمارے ایک بہت عزیز دوست کی بیٹی ہے اور ہماری ایک بہت دیرینہ خواہش پوری ہو رہی ہے۔ ایسے حالات کا تو

سوچا نہیں تھا مگر۔۔" اس کس کندھوں پر ہاتھ جمائے انہوں نے اسے ایک اور حقیقت بتاتے ہوئے مزید الجھایا۔

"بیٹا تم ادھر ہی بیٹھو ابھی سمیعہ بیٹی آرہی ہے۔" انہوں نے حیران ضامن کے کندھوں سے ہاتھ ہٹاتے ہالہ کو مخاطب کیا اور ضامن کو لئیے باہر چلے گ ئے۔

" کبھی سوچا نہیں تھا کہ تیرے نکاح کا فنکشن میں ٹریک سوٹ میں اٹینڈ کروں گا" اسفند کے شرارتی انداز پر ہلکی سی مسکراتٹ اسکے چہرے پر آ کر ختم ہوگئ۔

نکاح کے پیپرز پر سائن کرتے ہی نجانے کیسے بہت سا اطمینان اسکے اندر آیا یہ وہ بھی نہیں جانتا تھا۔

"ارے نوشے میاں کہ چہرے پر تو آج مسکراتٹ بھی آئ ہے" "شٹ اپ" اسفند کے چہکنے پر وہ بمشکل اپنی مسکراہٹ روک سکا اور مصنوعی خفگی سے اسے دیکھا۔

سب کے چلے جانے کی بعد اب صرف فلیٹ میں اویس عالم، عاصم ملک، ضامن، اسفند، ہالہ اور سمیعہ رہ گ ئے تھے جس کے آتے ہی انہوں نے نکاح شروع کیا تھا۔

"اسفند جاؤ ہالہ اور سمیعہ کو باہر آنے کا کہو" عاصم صاحب کے کہنے پر وہ اس کمرے کی جانب بڑھا جہاں وہ دونوں بیٹھی ہوئیں تھیں۔

ہالہ اور سمیعہ جیسے ہی لاؤنج میں آئیں ضامن نے پہلی مرتبہ اسے غور سے دیکھا۔ گندمی صاف رنگت، پانچ فٹ آٹھ انچ قد، نازک سا سراپا، سیدھے گھنے لئیرز میں کٹے بال جس کی کچھ لٹیں اب بھی اسکے چہرے پر تھیں۔ روشن چمکدار اک عزم لئیے آنکھیں جو مقابل پر اٹھیں تو انہیں ایک بار کے بعد دوسری مرتبہ دیکھنے پرضرور مجبور کر دیں۔اس وقت وہ لیمن کلر کی سرٹ میں گرین کلر کا دوپٹہ لئیے اور ساتھ میں بلیک جینز پہنے ہوئے تھی۔ دونوں اتنے غیرمعمولی حلیئے میں تھے کہ شاید ہی کبھی کوئ دلہن جینز کی پینٹ اور لان کی شرٹ میں اور کوئ دلہا ٹریک سوٹ میں اپنے نکاح کا فنکشن اٹینڈ کر رہاہو۔

ضامن خود پر حیران تھا کہ وہ کیوں اسکو اتنے غور سے دیکھ رہا ہے۔

صوفے پر عاصم صاحب کے ساتھ بیٹھنے سے پہلے اسکی نظر سامنے اٹھی تو ضامن کو دیکھا جو دائیں ہاتھ کی مٹھی کو ہونٹوں اور تھوڑی پر رکھے بڑی غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ہالہ کا دل زور سے دھڑکا۔ "جب اس کو بتا دیا ہے کہ میں کوئی قاتل واتل نہیں ہوں پھر بھی یہ کھڑوس مجھے ایسے کیوں دیکھ رہا ہے۔ اسٹوپڈ اس ٹریک سوٹ میں بھی کتنا ڈیشنگ لگ رہا ہے۔" وہ خود سے الجھتی نظریں جھکا کر بیٹھ گئی اور دوبارہ ضامن کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔

لوگ نکاح کے چھوارے کھاتے ہیں اور ہم تمہارے نکاح کا ناشتہ کھا رہے ہیں۔ بھائی تیرا ہر کام ہی نرالا ہے۔" اسفند ناشتے کے لیئے چیزیں لاتا ہوا بولا۔

"شروع کرو بچو" اویس ملک کے کہنے پر سب نے اپنی اپنی پسند کی چیزیں لینا شروع کیں۔ بریڈ، آملیٹ، جیم، بٹر سب موجود تھا۔

ہالہ نے جیسے ہی جیم لینے کے لیئے بوٹل کو پکڑا، ضامن نے بھی اسی لمحے اسفند کی کسی بات پر اسے جواب دیتے ہاتھ بڑھایا اور بوٹل کی جگہ ہالہ کا ہاتھ اسکے ہاتھ میں آیا۔

اگو کہ اس نے ایک دم ہاتھ پیچھے کر لیا اور ہالہ نے بھی خفت زدہ ہوتے ہوئے ہاتھ پیچھے کر لی مگر اسفند کو جو کھانسی سٹارٹ ہوئی تو پھر ضامن کا ایک ہاتھ کمر پر کھا کر ہی ختم ہوئی۔

ضامن میں جانتا ہوں کہ تم اس سب معاملے کو لے کر بہت کنفیوزڈ ہو سو میں تمہیں کچھ حقیقتیں بتانا چاہتا ہوں" ناشتے کے بعد اویس عالم نے ضامن کی کنفیوژن کو ختم کرنے کا سوچا۔

"میں، عاصم اور سرفراز بیسٹ فرینڈز تھے۔تینوں کا پیشن بھی ایک جیسا تھا۔سو ہم تینوں نے سیکرٹ سروسز جوائن کی اور خوش قسمتی سے ہم تینوں سلیکٹ ہو بھی گئے۔ انہی دنوں ہمیں رحمان شاہ کے متعلق کچھ کیسز بھی پتہ چلے جو کہ سرفراز کا سوتیلا بھائی بھی تھا۔ مگر بہت چھوٹے سے انکا ملنا جلنا بند تھا۔وہ بہت سے ملک دشمن عناصر کے ساتھ بھی کام کرتا تھا۔ ہم تینوں اپنی اپنی جگہ اسکے خلاف ثبوت اکٹھے کر رہے تھے۔ اور وہ سب ثبوت ہم سرفراز کے پاس ہی محفوظ کرواتے تھے۔نجانے اس شر پسند انسان کر کہاں سے شک ہو گیا سرفراز پر کہ پہلے تو اس نے انکے گھر آنا جانا بحال کیا حالانکہ

سرفراز اتنے اچھے طریقے سے اس سے ملتا نہیں تھا۔ہالہ تب بہت چھوٹی تھی شاید چار سال کی۔ ایک دن بھابھی اور سرفراز کسی شادی سے آرہے تھے کہ اس نے راستے میں آئل ٹینکر کو اس طریقے سے کھڑا کروایا کہ دونوں کا تصادم ہوا اور وہ دونوں موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔ ہم یہی سمجھتے رہے کہ ہالہ بھی انکے ساتھ تھی مگر اللہ نے اسکی جان بچائی تھی سو سرفراز کا ایک خاص آدمی تھا تنویر جس کو ہمارے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ہالہ اس رات اسی کے پاس تھی۔رحمان بھی یہی سمجھتا تھا کہ ہالہ بھی انہی کے ساتھ زندہ نہیں۔مگر وہی بندہ ہالہ کو ایس او ایس چھوڑ کر گیا اور اب وہ رحمان کے خاص بندوں میں سے ہے۔ کیونکہ وہ سرفراز کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ گندگی کو ختم کرنے کے لئیے اس میں اترنا پڑتا ہے۔تنویر نے بھی بہت سال لگا کر اب رحمان کا اعتماد اس حد تک جیت لیا ہے کہ وہ بغیر کچھ سوچے اور دیکھے اسکی ہر بات مانتا ہے۔جب تم نے مجھے ہالہ کا بتایا اور میں نے اور عاصم نے اسکی انفارمیشن پڑھی تو ہم تبھی جان گئے تھے کہ یہ ہمارے دیرینہ دوست کی بیٹی ہے۔ اسکے پھول کو اب ہم کسی صورت آندھیوں کے حوالے نہیں کر سکتے تھے لہذا مجھے اسکے لئیے تم لوگوں کے فلیٹ سے سیف جگہ کوئی

نہیں لگی۔" اویس عالم نے یہ سب بتاتے روتی ہوئی ہالہ کو دیکھا جس کو اب عاصم ملک اپنے ساتھ لگائے بیٹھے تھے۔

"ہالہ کے بارے میں انفارمیشن لیتے ہوئے مجھے تنویر کا پتہ چلا میں نے بہت خفیہ طریقے سے اسے کانٹیکٹ کیا تھا۔ اس نے ساری بات ہمیں بتائی اور یہ بھی کہ رحمان نے ہالہ کو اٹھوا لیا تھا۔ اسی لئیے کہ ہالہ نے اسکے خلاف جو رپورٹنگ کی تھی۔ وہاں بھی تنویر نے اسے نکلنے میں مدد دی۔جس رات کو اشتہار بنا کر اسکے ایس ایچ او بیٹے نے ہالہ کے خلاف اخبار میں آج قتل کا کیس چھپوایا ہے۔ انفیکٹ اسنے اپنے ایک کارندے کو غلط نیت سے ہالہ کے کمرے میں بھیجا تھا۔جس جگہ ہالہ کو اسنے کڈنیپ کروا کر رکھا تھا وہاں کا ہولڈ تنویر کے پاس تھا اسنے ہالہ کو اپنی حفاظت کے لئیے ایک خنجر دیا تھا۔سو ہالہ نے اسی کے ذریعے اپنی طرف سے اسے زخمی کیا مگر قسمت سے وہ اسکی ایسی وین پہ لگا جسکے ڈیمج ہوتے ہی وہ موقع پر مر گیا اور ہالہ وہاں کی کھڑکی توڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی اور صبح تک تم لوگوں کی گاڑی میں اسنے پناہ لی

میں چونکہ ایک کیس کے سلسلے میں وزیرستان جارہا ہوں اور کچھ پتہ نہیں کہ کب تک آتا ہوں لہٰذا میں نے اور عاصم نے تہ کیا کہ جانے سے پہلے ہالہ کا کوئی بہتر انتظام کر جاؤں۔ کوئی پتہ نہیں جو لوگ اس حد تک آگے جا سکتے ہیں وہ کل کو تمہارے فلیٹ پر بھی پہنچ سکتے ہیں سو ہمارے پاس کوئی ایسا ویلڈ ثبوت ہو ہالہ کو ان سے بچانے کا کہ دنیا کی کوئی عدالت ہمیں جھٹلا نہ سکے۔بس یہی وجہ تھی اس جلدی کی"

انہوں نے بتاتے ہوئے ہر وہ گرہ کھولی جو ضامن کو الجھائے ہوئے تھی۔ ضامن کو اگر اب یہ سب جاننے کے بعد ہالہ سے محبت نہیں ہوئی تھی تو ناپسندیدگی بھی نہیں رہی تھی۔

انکے نکاح سے اگلے دن ہی کال آگئی ایک ضروی آپریشن کی جس کس لیئے انہیں کوئٹہ جانا تھا۔ اسفند تو اسی دن چلا گیا جبکہ ضامن نے اگلے دن جوائن کرنا تھا اور واپسی جب تھی کسی کو کچھ تبہ نہیں تھا۔ ضامن نے اسی دن ہالہ کے لیئے موبائل خریدا کہ بہر حال اسکے ساتھ کانٹیکٹ کا کوئی سورس ہونا چاہیئے۔ سمیعہ کو اسنے اتنے دن ہالہ کے پاس رہنے کا کہا اسکے علاوہ دو بندوں کو اپنے فلیٹ کی نگرانی پر لگا دیا۔

"یہ میں آپکے لیئے لایا ہوں سم اس میں میں نے ڈال دی ہے اور اپنا اور اسفند کا نمبر بھی فیڈ کر دیا ہے۔" شام میں جب وہ فلیٹ پر آیا تو ہالہ کو لاؤنج میں آنے کا کہا جو اپنے کمرے میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھی۔

"بیٹھ جائیں آپکو سسٹم سمجھا دیتا ہوں" اسے بدستور کھڑے دیکھ کر اس نے ٹوکا اور اپنے ساتھ صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں نے نہ تو پہلی مرتبہ موبائل دیکھا ہے اور نہ ہی میں اتنی پینڈو ہوں کہ مجھے آئی فون یوز کرنا نا آتا ہو۔"اس نے ضامن کی آفر کو خاطر میں لائے بغیر فون پکڑا اور اسے لاجواب کرتی جانے لگی۔

"اسفند نہیں ہے تو کیا میں بھوک ہڑتال کروں۔" اسنے ہالہ کو جتایا کہ اسنے اسے کچھ نہیں پوچھا تھا۔

"یہ فلیٹ کس نے رینٹ پر لیا ہے" "میں نے" اس نے حیران ہوتے اسکی بات کا جواب دیا "تو جب فلیٹ آپکا، کچن آپکا اور فریج بھی آپکا تو جو مرضی بنائیں اور کھائیں، کوئی

آپکو یہاں ٹرے میں سجا کر پیش نہیں کرے گا۔" طنزیہ انداز میں اسی کا طعنہ اسے مارتے ہوئے وہ بولی۔

ہاہاہا! گڈ شوٹ۔۔۔آپکے منہ سے جھڑنے والے ان پھولوں کی وڈیو بنا کر، وہ بھی اپنے شوہر کے لیئے ڈیڈی اور سر کو سینڈ کرنی چاہئیے جو آپکو بڑی بی بی بچی سمجھتے ہیں۔"

قہقہہ لگاتے ہوئے وہ اسکے مقابل سینے پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا۔ جان لیوا مسکراہٹ بدستور ہونٹوں پر تھی۔ اس سے پہلے کہ ہالہ کو یہ مسکراہٹ جکڑتی اس نے فوراً نظریں اس پر سے ہٹائیں۔

مائنڈ اٹ ابھی صرف نکاح ہوا ہے، آپ شوہر نہیں بن گ ئے" اس نے اویس عالم کی بات دھراتے کہا۔ اسے جتا کر وہ کمرے میں چلی گئی۔

سر آپ نے صرف نکاح کر کے اچھا نہیں کیا۔ میری بیوی تو میرے قابو میں ہی نہیں" اسنے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا اور کچن میں جا کر اپنے لیئے خود کافی بنانے لگا۔

رات میں دونوں نے اپنے اپنے کمرے میں کھانا کھایا۔

آدھی رات گزر چکی تھی اور ہالہ کو ابھی تک نیند نہیں آ رہی تھی۔موبائل پر اس نے ضامن کا نمبر ضامن کو ایڈیٹ کر کے کھڑوس ایجنٹ کے نام سے سیو کر لیا پھر نجانے کیا دماغ میں آئی۔

آخر تھی تو مسٹرز ایجنٹ کی منکوحہ تو پھر رسکی کیوں نہ ہوتی۔ دبے قدموں ضامن کے روم میں گئی۔ آہستہ سے دروازہ کھولا۔

نائٹ بلب کی روشنی میں اسے سامنے بیڈ پر ضامن لیٹا نظر آیا جو دوسری جانب کروٹ لیئے سو رہا تھا۔ دبے قدموں اس طرف گ ئی۔

نجانے کتنے دنوں بعد یہ چہرہ دیکھنے کو ملے بس دل کے مجبور کرنے پر اس نے سوتے میں ضامن کی پکچرز لینے کا سوچا۔ وہ تو نجانے کب سے اس کھڑوس ایجنٹ سے خاموش محبت کر بیٹھی تھی۔

دو تین مختلف اینگلز سے اسکی پکچرز لے کر وہ اسی طرح دبے قدموں واپس جا رہی تھی کہ اپنے پیچھے ابھرنے والی آواز نے اسے فریز کر دیا۔

"کسی کی یوں رات کے وقت بغیر پوچھے پکچر ز لینا بہت ہی غیر اخلاقی حرکت ہے چاہے اس بندے سے آپکا نکاح ہی ہوا ہو۔" ہالہ یہ بھول گئی تھی کہ سیکرٹ سروسز والے سوتے میں بھی جاگ رہے ہوتے ہیں۔

وہ شرمندگی کے مارے جیسے ہی آگے بڑھی تو یکدم گھبراہٹ میں اسکا پاؤں مڑااور دھڑام سے نیچے گری۔

ضامن ایک جست میں اٹھ کر اسکے پاس آیا۔ اسے بازو سے پکڑ کر اٹھنے میں مدد دی اور بیڈ پر بٹھایا۔

"آر یو آل رائٹ" اس نے پریشانی سے اسکے آنسوؤں کو دیکھا۔

بال پیچھے ہٹاتے اس نے نفی میں جواب دیا جو گرنے کے باعث کیچر میں سے نکل آئے تھے۔

ضامن نے جلدی سے لائٹ آن کی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"کہاں چوٹ لگی ہے" اس نے تشویش سے اس سے پوچھا۔ ضامن اسکے قریب بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"پاؤں میں بہت درد ہو رہا ہے۔مڑ گیا تھا۔آپکو کیاضرورت تھی مجھے اسطرح ڈرانے کی" اس نے اپنی چوٹ کا بتاتے ہوئے شرمندگی مٹانے کو سارا الزام اسکے سر ڈالا۔

ضامن تو ششدر اسکے الزام کو سن رہاتھا۔ پھر یکدم ہنستے ہوئے سر کو نفی میں ہلایا اور اسکے قریب نیچے بیٹھتے اسکے ٹراؤذر کا پائینچہ اوپر کیا۔

اور اسکے پاؤں کا جائزہ لیا۔موچ آگئی تھی۔

"میں نے نہیں ڈرایا چوری کی سزا ملی ہے۔" اس نے مسکراہٹ دباتے ہالہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں ایسے کوئی شہزادہ گلفام نہیں آپ وہ تو میں اسکے کیمرے کا رزلٹ چیک کر رہی تھی" جتنا وہ خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی اتنا ہی عیاں ہو رہی تھی۔

"یعنی مجھ سے زیادہ حسین منظر آپکو نظر نہیں آیا جس کو آپ کیپچر کرتیں" ضامن کی بات نے اسکی بولتی بند کی۔

"آ آ۔۔۔کیا آپ باتیں لے کر بیٹھ گ ئے ہیں مجھے بہت درد ہو رہا ہے" ضامن کو جھڑکیاں دینے کی ہمت اسکی جی دار منکوحہ ہی کرسکتی تھی۔

اس نے یکدم اسکے پاؤں کو ایک جھٹکا دیا۔ اس سے پہلے کے ہالہ کی چیخ بلند ہوتی ضامن نے ایک ہاتھ پھرتی سے اسکے منہ پر جمایا۔ہالہ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا نجانے کیا تھا اسکی آنکھوں میں کے ہالہ کی پلکیں لرزیں اور اس نے نظریں جھکا لیں۔

"آئ ایم سوری" ضامن کی سرگوشی نماں آواز نے اسکا دل دھڑ کا دیا۔

ضامن نے اسکے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔ اور نجانے کیا ہوا کہ اسکے ہاتھ سے موبائل لے کر کیمرہ نکالا ایک بازو ہالہ کے گرد پھیلایا۔ہالہ نے حیرت سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ ضامن نے دوسرے ہاتھ میں موبائل لے کر اسکا فرنٹ کیمرہ آن کیا اور بولا" ایسے لیتے ہیں پکیچر" اس نے ہالہ کی حیرت زدہ نظروں میں دیکھا مسکرایا اور اسکے ماتھے پر بوسہ لیا اور ساتھ ہی کلک کا بٹن دبایا۔

اس سے پہلے کے رات کا سحر اسے اپنی لپیٹ میں لیتا پیچھے ہوتے ضامن نے خود کو سنبھالا۔

"میں آپکے لیئے پین کلر اور دودھ لاتا ہوں" کہتے ساتھ ہی موبائل اسکے پاس رکھا اور باہر نکل گیا۔

ہالہ سے دھڑکنیں قابو کرنا مشکل ہو گیا۔

کچھ دیر بعد اسے پین کلر اور دودھ دے کر اپنے ہی کمرے میں سونے کی تاکید کر کے دوسرے کمرے میں سونے چلا گیا۔

اسکے پلو پر لیٹتے اور اسکے کمفرٹر کو خود پر لے کر اسکی خوشبو محسوس کرنا یہ سب اتنے خوش کن احساس تھے کہ اسے کس وقت نیند نے اپنی آغوش میں لیا وہ نہیں جانتی تھی۔ جبکہ دوسری جانب ضامن کو تو لگ رہا تھا کہ آج کی رات نیند ہی نہیں آنی۔

بہت مشکل سے اس نے کچھ دیر کے ل یئے سونے کی کوشش کی۔

____

صبح آٹھ بجے ضامن کی آنکھ کھلی۔ دس بجے کی اسکی فلائٹ تھی۔ وہ جلدی سے اٹھا۔ فریش ہو کر کچن میں آیا۔

یہ ہالہ کے انکے فلیٹ میں آنے کا بعد پہلی صبح تھی کہ وہ خود ناشتہ بنا رہا تھا۔

جلدی جلدی اس نے اپنے اور ہالہ کے لیئے ناشتہ بنایا۔ اپنی رات والی بے اختیاری پر وہ خود بھی حیران تھا۔ یہ کیسا رشتہ تھا کہ وہ جو لڑکیوں سے الرجک تھا اب ایک لڑکی کے آگے اپنے دل کو جھکنے سے روک نہیں پا رہا تھا۔

ناشتہ بنا کر وہ اپنے روم میں گیا۔ ہالہ مزے سے سو رہی تھی۔اسے سوتے دیکھ کر بے اختیار ایک مسکراتٹ اسکے چہرے پر آئی۔

بہت آہستہ سے وہ اسکے قریب گیا۔

"اٹس رئیلی ڈیفیکلٹ ٹو لیو یو ناؤ۔" وہی احساس اور بے اختیاری جو رات سے اسے اپنی لپیٹ میں ل یئے ہوئی تھی وہ اسے اس سوئے ہوئے وجود کی طرف کھینچ کر کچھ گستاخیاں کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔

اس نے خود پر کنٹرول کرتے، اپنا موبائل نکالا اور اس خوابیدہ وجود کی کچھ یادیں اپنے موجائل میں محفوظ کیں۔ اور پھر جھک کر اسکے سر پر بوسہ دیا۔

" گیٹ اپ مائی لیڈی" بہت آہستہ سے کہہ کر اسکو کندھے سے ہلایا جیسے ہی وہ اس نے آنکھیں کھولیں وہ پیچھے ہوا۔

اٹھ جاؤ یار، میری دس بجے فلائٹ ہے۔"

ہالہ جھجھکتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔

" کین آئی سی یور فٹ؟" ضامن نے کمفرٹر ہٹانے سے پہلے اس سے اجازت لی۔

ہالہ نے خود ہی پاؤں باہر نکالا۔

ضامن نے اچھے سے چیک کیا بس سویلنگ رہ گئی تھی۔

"آپ پہلے فریش ہو کر بریک فاسٹ کرو پھر جانے سے پہلے میں مساج کردوں گا۔" یہ کہتے ساتھ ہی اسے ایک لمحے کا بھی کچھ سوچنے کا موقع دیئے بغیر ضامن نے جھک کر اسے بازوؤں میں اٹھایا اور واش روم کی جانب بڑھا۔

ہالہ تو نہ صرف ششدر رہ گئ بلکہ اسکی قربت سے اسکی کیا حالت تھی یہ صرف وہی جانتی تھی۔

"میں چل لیتی" اسکی گردن کے گرد بازو باندھے اسکی شرٹ کے بٹنز کو دیکھتے وہ جس گھبراہٹ اور خفت سے بولی یہ وہی جانتی تھی۔ضامن کے ہونٹوں پر اسکی یہ حرکت مسکراہٹ لے آئ۔

"میرے پاس یہ چند منٹس ہی ہیں آپکی تیمارداری کے لیئے، پھر پتہ نہیں ہم کب ملتے ہیں، ملتے بھی ہیں یا نہیں۔۔" اسے واش روم کے دروازے پر اتارتے اس نے اپنی جان لیوا مسکراہٹ میں اسے جکڑا۔ دروازے کی چوکھٹ پر رکھا ہالہ کا ہاتھ لرزا۔ ابھی ابھی تو انہوں نے محبت کرنا سیکھا تھا ابھی تو اس رشتے کی ڈور کے کناروں پر وہ کھڑے تھے۔ ابھی سے جدائ کا خوف۔ ہالہ خاموشی سے لنگڑاتی ہوئ اندر بڑھی۔

منہ ہاتھ دھو کر جیسے ہی وہ باہر آئ ضامن نے دوبارہ اسے اٹھایا اور بیڈ پر بٹھا کر ناشتہ رکھا ساتھ خود بھی تیار ہونے لگا۔

ہالہ اداسی سے اس مکمل ماحول کو دیکھ رہی تھی۔ کتنا خوبصورت احساس تھا کہ وہ ضامن کے روم میں ہے پورے استحقاق کے ساتھ اسے اپنے آس پاس چلتا دیکھ رہی ہے۔ شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر بالوں میں برش کرتے ضامن نے شرارتی مسکراہٹ سے اسے ایک ٹک خود کو تکتے دیکھا۔

"مسز ناشتہ بھی کیا میرے ہاتھوں سے کرنا ہے۔۔آئ کین سی یو ان دا مرر۔۔مجھے آج مسٹ اپنے مشن کے لیئے نکلنا ہے۔سو میں ابھی جب تک یہاں ہوں مجھے ایسے دیکھنے سے پرہیز کریں یہ نہ ہو کہ اپنے مشن پر جانے کا ارادہ کینسل کرنے کے ساتھ ساتھ مجھے ڈیڈی اور سر کو کال کر کے یہ کہنا پڑے کے آپکی چہیتی کی رخصتی آج ہی اس روم سے اس روم میں ہو گئ ہے۔" ضامن کے اتنے بولڈ انداز نے اسکے ہاتھوں کے طوطے اڑا دیئے تھے۔

ضامن مسلسل اپنی نظروں کا فوکس اس پر رکھے ہوئے تھا ریڈی ہو کر اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"اب آپ بھی مجھے دیکھنا بند کریں نہیں تو یہ نہ ہو کہ اویس انکل کو میں کال کر کے کہوں کے آپکا معصوم سیکرٹ ایجنٹ آپکی شریف سی بیٹی کو تنہا سمجھ کر لائن مار رہا ہے۔"

کمر ضامن کے بیڈ سے ٹکائے نیچے دیکھتے ہوئے وہ بڑی ادا سے بولی۔

"ہا ہا ہا! اسی لئے میں نے ان دونوں میں سے کسی کا نمبر اس میں سیو نہیں کیا ہوا۔" اس نے ہالہ کے چڑاتے ہوئے قہقہہ لگایا۔

"یہ فاؤل ہے انکا بھی نمبر ایڈ کریں"

"سوری ڈئیر" اس نے اسے مزید چڑاتے گھڑی دیکھی اسی لمحے فلیٹ کا مین ڈور کھلنے کی آواز آئی اور کچھ دیر بعد سمیعہ اندر آئی مگر ہالہ اور ضامن کو ضامن ہی کے بیڈ روم میں دیکھ کر حیرت سے اسکا منہ کھل گیا۔

"منہ بند کر لو اب، ہالہ کے پاؤں میں موچ آگئی ہے دھیان رکھنا۔ اس ٹیوب کا مساج کر دینا۔ کوئی گڑ بڑ لگے تو مجھے فوراً انفارم کرنا۔ میں اب نکلوں" سمیعہ کو ہدایت دیتا وہ اپنا بیگ اٹھا کر ہالہ کی جانب مڑا اور اسکی جانب ہاتھ بڑھایا۔

ہالہ نے آہستگی سے تھاما ضامن نے ہلکا سا دباتے چھوڑا خداحافظ کہا اور نکل گیا۔ جبکہ سمیعہ پریشانی سے اسکے پاؤں کا جائزہ لے رہی تھی۔

رات میں وہ دونوں ضامن اور اسفند کے ہی روم میں سونے کے لیئے لیٹی تھیں۔ سمیعہ کو بہت خوشی ہوئی تھی ان دونوں کے خوشگوار تعلقات کا سن کر۔

سمیعہ سو چکی تھی جبکہ ہالہ کو کل رات کا ایک ایک منظر یاد آرہا تھا۔

اس نے موبائل اٹھائی اور وہی پکچر نکالی جس میں ضامن اسکے ماتھے پر بوسہ دے رہا تھا۔ نجانے صبح سے اب تک وہ کتنی مرتبہ یہ تصویر دیکھ چکی تھی مگر دل ہی نہیں بھر رہا تھا۔

ابھی وہ ضامن کے خیالوں میں کھوئی تھی کہ واٹس ایپ پہ کھڑوس ایجنٹ کا میسج آیا جس میں کسی سونگ کی اٹیچمنٹ تھی۔ ہالہ نے سمیعہ کی پاس پڑی ہینڈ فری اپنے موبائل میں لگائی۔

Phillip Laure

کی آواز نے سحر سا کھینچا

Faster than a shooting star

Baby you stole my heart

I never want it back

I never thought it'd be like this

believing in us

can feel so dangerous

when you're lost lost lost in love

you never wanna find your way out

when you're lost lost lost in love

you never want to be

you never want to be found

I feel so strange because of you

I have everything to lose

I wouldn't have it any other way

If this turns out to be a dream

Please don't wake me

I don't want to leave this place

what a lovely mystery

all the ways two hearts can meet

we were made to collide

you and i, you and i are lost

baby we're lost

what a lovely mystery

come on get lost with me

what a lovely mystery

come on get lost with me

...get lost with me

...get lost with me

...get lost with me

گانا سننے کے دوران ہی ایک پکچر میسج آیا۔

جس میں ہالہ کی سوتے ہوئے کی پکچر تھی اور اس پہ ضامن نے کیپشن لکھی تھی "مائی سلیپنگ بیوٹی کوئین" اس نے حیرت سے وہ تصویر دیکھتے ضامن کو میسج کیا۔

"یہ آپ نے کب لی، مجھے چور کہا تھا اب یہ کیا ہے" ساتھ ایک غصے والا اموجی بھی بھیجا۔

ضامن کا لافنگ اموجی آیا۔

"جب میری منکوحہ ہو کر آپ پہ میرا رنگ چڑھ سکتا ہے اور آپ رات کی تاریکی میں رسک لے کر میری تصویر لے سکتی ہیں تو ایک چور کا شوہر ہو کر میں دن کے اجالے میں یہ چوری کیوں نہیں کر سکتا

"میں کہاں سے چور ہوں" اس نے حیرت والا اموجی میسج کے ساتھ بھیجا۔ "آپ نے نہ صرف میری تصویر چوری سے لی بلکہ Baby you stole my heart "

اسکے اس اظہار پر اسے اپنے گال دہکتے ہوئے محسوس ہوئے ۔

کین آئی کال یو" اسکے یہ جان لیوا انداز ہالہ کو اسکے عشق میں مبتلا کر رہے تھے۔

"نو یو آر میکنگ می نروس" ہالہ کے اتنے کیوٹ انداز پہ ضامن بے ساختہ مسکرایا۔

"آر یو بلشنگ۔۔۔وانا سی یو مسز ڈونٹ وانا مس دس چانس" ضامن کے میسج کے ساتھ ڈھیر سارے کسنگ اور ہارٹس والے اموجی آئے۔

ہالہ نے مسکراتے ہوئے آنکھیں بند کیں۔ یہ اسکی زندگی میں پہلا رشتہ تھا جس کی محبت کو وہ پورے مان کے ساتھ محسوس کر رہی تھی۔ اور یہ رشتہ اسکے لیئے بہت قیمتی تھا۔

اچانک آنسو اسکی آنکھوں سے رواں ہوئے اسکی محروم زندگی میں اللہ نے اچانک ضامن کی محبت دے کر سب محرومیاں جیسے ختم کر دیں تھیں۔

"مسز؟؟؟؟" کچھ دیر تک جب ہالہ کا میسج نہیں آیا تو ضامن نے تشویش سے میسج کیا۔

ہالہ نے اپنے آنسو صاف کرکے جواب ٹائپ کیا۔

"میں نے سمیعہ سے آپکے باس کا نمبر لے لیا ہے ابھی انکو کال کرکے بتاتی ہوں آپکا سعادت مند آفیسر اپنے مشن کی فکر چھوڑ کر رات کے اس وقت ایک خوبصورت لڑکی کو تنگ کر رہا ہے۔"

اسکے ریپلائی پر وہ بمشکل اپنا قہقہہ روک پایا۔اللہ نے واقعی میاں بیوی کا رشتہ کتنا خوبصورت بنایا ہے کہ سارے دن کی تھکن اور سٹریس لے کر جب آدمی اپنی بیوی کے پاس آتا ہے تو وہ اسکی سب تھکن اپنی محبت میں سمیٹ لیتی ہے۔

آج کا اتنا ٹف دن گزار کر اس وقت دور بیٹھی ہالہ نے جیسے اسکی ساری تھکن اپنی باتوں سے سمیٹ لی تھی۔

"وہ خوبصورت لڑکی میری بیوی ہوتی ہے، سوسر کو میرے اس وقت آپکو تنگ کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا"

"تصحیح کر لیں، بیوی نہیں منکوحہ" ہالہ نے اسے جتاتے ہوئے پھر سے چڑایا۔

"ہنی انشااللہ واپس آ کر سب سے پہلے آپکی رخصتی ہی کروانی ہے۔تا کہ پھر ہمارے درمیان دن اور رات کی کوئی قید نہ آسکے۔ ناؤ ہیو سویٹ ڈریمز آف یور کھڑوس ایجنٹ"

آخری جملہ پڑھ کر وہ شرم سے پانی پانی ہوگ ئی۔نجانے جانے سے پہلے کب ضامن نے اسکا سیل چیک کر لیا تھا۔اف سیکرٹ ایجنٹ کی بیوی ہونا بھی خطرے سے خالی نہیں کچھ چھپا نہیں رہتا اس نے خفت سے مسکراتے ہوئے سوچا۔اور ضامن کو گڈ نائٹ کہہ کر سونے کے لیئے لیٹ گئی۔

بہت دنوں سے نہ تو ضامن کا کوئی فون آیا تھا اور نہ ہی میسج۔

صرف اسفند نے میسج کر کے اتنا بتا دیا تھا کہ کچھ دہشتگردوں کے ایریاز کو ٹریس آئٹ کر لیا ہے سو انہی پر آج کل وہ تیزی سے کام کر رہے ہیں۔

اور ضامن تو اپنے کام کے سلسلے میں اتنا جنونی ہو جاتا ہے کہ اسے تو اپنی بھی ہوش نہیں ہوتی۔ ضامن کے بارے میں مختلف باتیں اسے سمیعہ سے پتہ چلتی تھیں۔

جیسا کہ اسکی فیملی میں اسکے ڈیڈی کے علاوہ ممی تھیں،ایک بھائی اور ایک چھوٹی بہن۔ بھائی پڑھائی کے سلسے میں باہر ہوتا ہے جبکہ بہن ڈاکٹر بن رہی ہے۔

عاصم ملک جو کہ اب اسکے سسر بھی تھے روزانہ اسے کال کرتے، اسکے علاوہ ضامن کی مدر اور بہن سے بھی اسکی اب بات چیت ہوتی رہتی تھی وہ تو اس سے ملنے کو بے چین تھیں۔

"یار اتنے دنوں سے تم یہاں بند ہو، آؤ آج میں تمہیں باہر لے کر چلتی ہوں۔" سمیعہ اور وہ شام میں چائے پی رہیں تھیں۔

نجانے سمیعہ کو کیا سوجھی۔کہ اس نے جھٹ پٹ باہر نکلنے کا پلین بنا لیا۔

"نہیں یار میں کیسے نکل سکتی ہوں"

"ایسے ڈئیر کہ میرے پاس جرباب اور نقاب دونوں ہیں تو تم وہ کیری کرو گی۔ اسکے علاوہ اسفند کے کچھ خاص بندے ہیں انکو میں کال کر کے کہتی ہوں وہ ہمیں فالو کریں گے۔ اور یہ بندی موذر سے لے کر گرنیڈ سب چلا لیتی ہے۔ میں ویسے آنٹی ممیس ہوں مگر ٹریننگ میں نے سب لی ہوئی ہے۔ اور کچھ مشنز میں تمہارے میاں کو اسسٹ بھی کر چکی ہوں۔" ہالہ تو حیرت سے منہ کھولے اس دھان پان سی سمیعہ کو دیکھ رہی تھی۔

"چلو اب حیران بعد میں ہونا پہلے تیار ہو جاؤ۔" اس نے ہالہ کو اٹھاتے ہوئے کہا۔اور خود کسی کو کال کرنے چل پڑی۔

وہ دونوں نقاب اور جرباب پہنے ہوئے تھیں۔

ہالہ تو اتنے دنوں بعد باہر کی دنیا دیکھ رہی تھی۔حالانکہ وہ نقاب میں تھی پھر بھی پریشان تھی۔

کسی مشہور بوتیک کے آگے سمیعہ نے گاڑی روکی۔ اندر جا کر وہ ہالہ کے لیئے کپڑے سلیکٹ کرنے لگی۔

"تم میرے لیئے کیوں لے رہی ہو، میرے پاس پیسے نہیں ہیں"

"وہ جو ایک عدد تمہارا شوہر ہوتا ہے نہ اس نے مجھے تمہاری شاپنگ کے لیئے جانے سے پہلے پیسے دیئے تھے۔تمہارے اتنے امیر شوہر کے ہوتے ہوئے میرا تم پہ اپنے پیسے ضائع کرنے کا کوئ شوق نہیں ہے۔"

سمیعہ کے اس انداز پر ہنسنے کے علاوہ نجانے کہاں سے ڈھیروں آنسو بھی اسکی آنکھوں میں سمٹ آئے۔ یہ احساس ہی اسکے لیئے اتنا خوش کن تھا کہ اسکا کوئ رشتہ اب ایسا ہے جو اس کی فکر کرنے والا ہے، اسکی ضرورتوں کو سوچنے والا ہے۔ اب اسے پیسے کمانے کی فکر میں اور اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئیے در در کی ٹھوکریں رہیں کھانا پڑیں گی۔

جس وقت انکا پروگرام بنا ہالہ اتنی جلدی میں نکلی کے اسے اپنا موبائل رکھنا یاد نہیں رہا۔

بہت دنوں کے بعد ضامن آج شام تھوڑا فری تھا سب سے پہلا خیال اسے ہالہ کو کال کرنے کا آیا۔ ایک دو مرتبہ جب اس نے کال کی اور ہالہ نے نہیں اٹھائ تو اسکی

پریشانی بڑھنا شروع ہو گئ۔ اب تو اس کے ساتھ دل کا رشتہ جڑ چکا تھا تو پریشانی کیوں کر نہ ہوتی۔

اب اس نے سمیعہ کو کال کی۔

وہ دونوں شاپنگ کر کے اب واپسی کے راستے پر تھیں۔ اسفند کے دو خاص بندے سول ڈریس میں سارا ٹائم انکے ساتھ رہے تھے۔

"لو جی آ گیا تمہارے میاں کا فون، اب میری شامت آجانی ہے، تمہارا موبائل کہاں ہے" سمیعہ نے اسے بتاتے موبائل کا پوچھا۔

"وہ تو لاوئنج میں ہی پڑا رہ گیا۔ مجھے یاد ہی نہیں رہا اٹھانا۔"

"بس ہو گئ اب ہماری آوٹنگ پوری" ضامن سے ملنی والی متوقع ڈانٹ کا سوچتے اس نے موبائل پہ ضامن کی کال کو یس کیا۔

" کہاں ہو تم اور یہ ہالہ کہاں ہے فون کیوں اٹینڈ نہیں کر رہی۔"

ضامن کی پریشان آواز آئ۔

"وہ ایسا ہے کہ میں ہالہ کو تھوڑی دیر آئٹنگ کے لئ یے لائ تھی۔"

سمیعہ نے ہمت کر کے سچ بتایا۔

"ہیو یو گون میڈ" ضامن اسکی بات پہ دھاڑا۔

"یار اسے پوری طرح نقاب میں لے کر آئ ہوں ڈونٹ یو وری، اسفند کے دو بندے بھی ہمیں فالو کر رہے ہیں"

"تو اتنی تمہیں اور ہالہ کو کیا مصیبت تھی اتنے پرڈو کول کے ساتھ باہر نکلنے کا رسک لینے کی، اسی لیئے کیا میں اسے تمہارے پاس چھوڑ کر گیا تھا"

ضامن نے اچھی طرح اسکی کلاس لی۔

"توبہ ہے ضامن تم تو پکے عاشق بن گ ئے ہو۔ وہ بچاری آخر اس چار دیواری میں رہ کر تنگ پڑھ گئ ہے۔ انسان ہے وہ"

"وہ چار دیواری اسکے لیئے بہت امپورٹنٹ ہے۔ اور خبردار جو دوبارہ یہ بے وقوفی کی۔ گھر پہنچ کر میری ہالہ سے سکائیپ پر بات کرواؤ"

"یس باس" اس نے شکر کرتے فون بند کیا۔

"لو جی میں نے تو ڈانٹ سن لی اب تم تیار ہو جاؤ" اس نے ہالہ کو ڈرایا۔

فلیٹ پر پہنچتے ساتھ ہی سمیعہ نے سکائیپ پر ضامن کو وڈیو کال ملائی۔

وہ دونوں ضامن کے روم میں ہی بیڈ پر بیٹھی تھیں۔

کال پک ہوتے ہی ضامن کا چہرہ نظر آتے ہی ہالہ کو لگا ہر منظر روشن ہوگیا ہے۔ ہلکی سی شیو میں بلیک ٹی شرٹ اور ٹرائزر میں اپنے کیزول حلیے میں بھی ہالہ کو بے حد ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"ہالہ کہاں ہے" سمیعہ کا چہرہ سکرین پر ابھرتے ہی اس نے پوچھا۔

"اف ضامن کتنے بے مروت ہو بیوی کی پڑی ہے، صحیح کہتے ہیں بھابھیاں آتے ہی بھائی بہنوں سے بدل جاتے ہیں" سمیعہ کے دہائی دینے پر ہالہ اور ضامن دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ ابھری۔

"بک بک نہیں کرو، ہالہ کو بلاؤ، آئی وانا سی ہر" ضامن نے اپنا لہجہ غصیلا بناتے ہوئے کہا

"مجھے کیا انعام ملے گا تمہاری بیوی کی منہ دکھائی کا"سمیعہ اسے تنگ کرنے پر بضد تھی۔

"اسفند اسے فون کر کے کسی کام پہ لگا۔" اس نے زچ ہو کر ساتھ بیٹھے اسفند کو کہا

"ہا ہا ہا! ضامن تم کتنے کیوٹ لگ رہے ہو اس عاشقوں والے گیٹ اپ میں" سمیعہ کو آج پہلی مرتبہ اسک ریکارڈ لگانے کا موقعہ ملا تھا وہ کیسے مس کرتی۔

ابھی وہ ہنس ہنس کے بے حال ہو رہی تھی کہ اسفند کی موبائل پر کال آگئی۔

"کاش تم اتنی ہی سعادت مندی کا مظاہرہ میرے لیئے بھی کر لیا کرو۔" اس نے فون کان سے لگاتے ہی اسفند کو لتاڑا۔اور اٹھ کر باہر چلی گئی۔

"ہالہ" وہ جو سمیعہ کو جاتا دیکھ رہی تھی۔ ضامن کی آواز پر لیپ ٹاپ کی سکریرن کی جانب دیکھا۔ جہاں ابھی بھی ہالہ منظر سے آؤٹ تھی۔

اس نے لیپ ٹاپ کا رخ اپنی جانب کیا۔

"اسلام علیکم" ہالہ کی تصویر آتے ہی اسفند اسکے چہرے سے نظریں نہیں ہٹا سکا۔ سکائ بلیو پرنٹڈ شرٹ اور دوپٹہ کندھوں پر لیئے آدھے کھلے آدھے بند بالوں میں وہ سیدھا ضامن کے دل میں اتر رہی تھی۔

"ضامن!" وہ اسکی نطروں سے کنفیوز ہو رہی تھی۔

"آپ ٹھیک ہو نہ" ہالہ اسکی اتنی فکر اور محبت پر یکدم رو پڑی۔

"واٹ ہیپنڈ یار، ٹھیک ہو نہ، ہالہ پلیز مجھے پریشان نہیں کرو" وہ اسکے رونے سے تڑپ اٹھا۔

"میں ٹھیک ہوں، آ۔۔آپ کیسے ہیں" اس نے اپنے آنسو صاف کرکے بدقت نظریں جھکا کر کہا اور ضامن کی نظریں اسکے علاوہ کہیں اور دیکھنے سے انکاری تھیں۔

"ٹھیک ہوں روئیں کیوں" ضامن کی نظریں اب تک اسکی بھیگی پلکوں میں اٹکی ہوئ تھیں۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ہالہ نے نفی میں سر ہلاتے جواب دیا۔ ایک مرتبہ پھر آنسوؤں کا گولہ اسکے حلق میں اٹکا۔

اسکے اپنی طرف نہ دیکھنے اور سنجیدہ چہرے نے اسکی وں ہالہ ایسے پریشان کروگی تو کیا میں ابھی فلائٹ پکڑ کے آ ؤں ا ۔" پریشانی بڑھائ۔

"کچھ نہیں بس ویسے ہی" اس نے بمشکل آنسوؤں کو پیچھے دھکیل کر یہ الفاظ ادا کئے۔

"آر یو شیور" ضامن نے بے یقینی سے پوچھا۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اوکے دین لک ایٹ دا سکرین" ضامن نے اسے اپنی پکچر کی طرف دیکھنے کو کہا۔

ہالہ نے بمشکل اسکرین پر نگاہ ڈالی جہاں اسکی جگر جگر کرتی نظریں اسی کو دیکھ رہیں تھیں۔

ضامن نے کچھ ٹائپ کرکے اسے سکائپ پر میسج کیا۔

ہالہ نے جیسے ہی میسج اوپن کیا تو کس والا اموجی دیکھ کر وہ بلش کر گئی۔ ضامن دائیں ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر رکھے مسکراتی نظروں سے اسکے ایکسپریشنز دیکھ رہا تھا۔

آئی وش آئی کڈ بی دیر" اسے بلش کرتے دیکھ کر ضامن نے جزبوں سے چور آواز میں کہا۔

" میں کال کاٹ رہی ہوں آپ مجھے تنگ کر رہے ہیں۔" ہالہ نے خفگی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ضامن نے اسکی بات پر قہقہہ لگایا۔

"یہ تو الزام ہے میں تو اتنی دور بیٹھا ہوں" ضامن نے شرارتی نظروں سے اسے دیکھا۔ اسکی بات کا مفہوم سمجھتے ہی ہالہ نے اسے غصے سے گھورا۔

اور ساتھ ہی کال کاٹ دی۔

سیکنڈ بعد ہی اسکے موبائل کے بجنے کی آواز لاؤنج سے آئی۔

ہالہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ کال پک کی۔

"ہیلو" اس کی خفگی بھری آواز فون پر ابھری تو ضامن کے چہرے پرمسکراہٹ آئی۔

" کل جب آپکے پاس ہوں گا تو پھر کہاں چھپیں گی۔"

"رئیلی" ضامن کی بات سمجھتے وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سمیت بولی۔

"جی کل رات میں اور اسفند واپس آرہے ہیں"

" گریٹ"

"ہالہ" ضامن کی پکار نے اسکا دل دھڑ کایا۔

"آپ روئی کیوں تھیں" اسکے آنسوؤں نے ابھی تک اسے پریشان کیا ہوا تھا۔ وہ کیسے بتاتی کے اپنی محروم زندگی میں ضامن کی محبت اس کے لئیے بہت قیمتی ہے۔

پھر سے آنسو اسکی آنکھوں میں سمٹے۔

"آئم میسنگ یو" اس کی بھیگی آواز کے اس مختصر سے اظہار کو ضامن نے پوری شدت سے محسوس کیا۔

"میسنگ یو ٹو سوئیٹ ہارٹ، ڈونٹ وری آئل بی دیر ٹومورو، جسٹ ون نائٹ ہیز لیفٹ" ضامن کی محبت کو اسکے لئیے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

خداحافظ کہہ کر اس نے فون بند کیا۔ مگر کبھی کبھی قسمت ویسا نہیں کرتی جیسا ہم سوچتے ہیں۔

اگلے دن وہ درنوں کچن میں مختلف ڈشز بنا رہیں تھیں ضامن اور اسفند کے لئیے جنہوں نے رات میں آنا تھا۔

"سمیعہ اگزیٹ ٹائم کیا بتایا تھا اسفند بھائی نے پہنچنے کا۔"

"یار دس بجے کہ کہا تھا۔"

سمیعہ نے مصروف سے انداز میں چکن کڑاہی بناتے ہوئے کہا۔

ہالہ نے لاؤنج میں لگی گھڑی دیکھی جس پر ابھی فقط پانچ بجے ہوئے تھے۔

"اف ابھی پانچ گھنٹے بعد میں آپکو دیکھ پاؤں گی"۔ یہ سوچتے ہوئے وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ پانچ سیکنڈ بعد ہی وہ اتنی تکلیف دہ خبر سنے گی۔

سمیعہ کے موبائل پر کال آئی۔ اس نے ایک ہاتھ سے ہنڈیا میں چمچ چلاتے دوسرے ہاتھ سے کال پک کی۔

"ہیلو" اسکے ہیلو کہتے ہی جو خبر س نائی دی اس نے اسکے پاؤں کے نیچے سے زمیں کھینچ لی۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم، منہ توڑ دوں گی میں تمہارا" غصے اور تکلیف کے ملے جلے احساسات سمیت وہ چلا اٹھی۔

ہالہ جو کہ فریج میں دودھ رکھ رہی تھی۔ سمیعہ کی غصیلی آواز سن کر وہیں سن ہو گئی۔

"کب ہوا یہ، کہاں ہیں وہ دونوں اوکے میں آرہی ہوں"

سمیعہ کی بھیگی آواز نے اسے جو کچھ باور کروایا تھا وہ سننا نہیں چاہتی تھی۔

سمیعہ فون بند کر کے اسکی طرف پلٹی جو فریج کے ساتھ شاکڈ کھڑی اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

سمیعہ اسی کی جانب بڑھی۔

"پلیز سمیعہ، ضامن کے بارے میں کوئی۔۔۔۔" نفی میں سر ہلاتے اس نے سمیعہ کے آنسوؤں سے تر چہرے کو خوف سے دیکھتے ہوئے کہا اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ لیئے وہیں بیٹھتی چلی گئی۔ وہ وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی جو ہوگیا تھا۔

"ہالہ وہ دونوں آئی سی یو میں ہیں، ان کی گاڑی پر آج کسی نے فائرنگ کی تھی۔اسلام آباد شفٹ کیا ہے انہیں۔ میں ارجنٹ ٹکٹس کروا رہی ہوں ہم ابھی نکل رہے ہیں۔ اس وقت انہیں ہماری دعا کی ضرورت ہے آنسوؤں کی نہیں۔ اٹھو اور اپنی چیزیں پیک کرو۔"

سمیعہ نے خود کو کمپوز کر کے اسے تسلی دی ساتھ ہی کسی کو دو پلین کی ٹکٹس کا کہا۔

اگلے ڈھاؤ گھنٹے بعد وہ پنڈی سم ایم ایچ میں تھیں۔ جہاں ان دونوں کی فیملیز موجود تھیں۔

ہالہ نقاب میں ہی تھی۔سمیعہ اسکا ہاتھ تھامے ہوئے تھی۔

ہالہ سوائے عاصم ملک کے اور کسی کو بائے فیس نہیں جانتی تھی۔

وہ سیدھا انکے پاس گئی انہوں نے بڑھ کر اسکو اپنے ساتھ لگایا۔کتنی محبت سے انہوں نے اسے ضامن کے نکاح میں دیا تھا۔کل ہی ابھی ضامن نے ان سے ریکوئیسٹ کی تھی کہ لاہور جاتے ہی وہ جلد ہالہ کی رخصتی کروائیں۔

ہالہ کے لیئے اسکے لہجے میں چھپی محبت کا سن کر وہ کتنے خوش ہوئے تھے اور آج۔

" کتنی خواہش تھی میری کے میں جلد از جلد تم سے ملوں مگر کیا پتہ تھا کہ ایسے حالات میں ملنا پڑھے گا۔"

ہالہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ضامن کی ممی نے اسکا رخ اپنی طرف کر کے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

ضامن کی بہن بھی اسکے گلے لگ کر بے اختیار رو پڑی۔

اور ہالہ وہ تو اب تک بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔ پھر وہ اسفند کے گھر والوں سے ملی۔

"ضامن کے سر پر چوٹیں آئ ہیں جس کی وجہ سے کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے۔ ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ دونوں کو بچانے کی لیکن بہرحال اصل بچانے والی ذات وہی ہے آپ لوگ بس دعا کریں۔ اللہ کرم کرے گا۔"

ڈاکٹرز آ کر اپنے پروفیشنل انداز میں تسلی دے گۓ۔ مگر یہ وہ دو فیملیز جانتی تھیں کہ ان پر کیا گزر رہی ہے۔

ہالہ کے تو آنسو نہیں رک رہے تھے۔

اس کو اللہ نے اتنا قیمتی رشتہ دے کر آج سولی پر چڑھا دیا تھا۔

"اے اللہ آپ تو جانتے ہیں نہ میرے پاس اس ایک رشتے کے علاوہ اور کوئ رشتہ نہیں۔ اپنے حبیب کے صدقے میرے لیئے اسے نئ زندگی دے دیں۔ مجھے تو محبت کے معنی اب پتہ چلے تھے۔ میں نے تو ابھی اسے محسوس بھی نہیں کیا۔ آپ نے زندگی کے ہر قدم پر مجھے تکلیف دہ حالات سے بچایا۔ اللہ آج بھی مجھے میرے اس بہت اپنے کے بچھڑنے کے دکھ سے بچا لیں۔ یہ تکلیف میرے بس سے باہر ہو رہی ہے۔ پلیز اللہ جی

ساری رات سب کی آنکھوں میں کٹی اور صبح کی روشنی انکے لیئے ایک نئ زندگی لے کر آئ تھی۔ جب ڈاکٹرز نے بتایا کہ دونوں خطرے سے باہر ہیں۔

کچھ گھنٹوں بعد انہیں رومز میں شفٹ کر دیا گیا۔ ہالہ پہلے اسفند کو دیکھنے گئ۔ بالکل بھائیوں کی طرح ہر لمحہ اس نے ہالہ کا خیال رکھا تھا۔

اسفند اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اب وہ ہوش میں تھے۔ لیکن ڈاکٹرز نے زیادہ بات چیت سے منع کیا تھا۔

اسفند سے مل کر وہ دھڑکتے دل کے ساتھ ضامن کے روم کی طرف بڑھی۔

دروازہ کھول کر جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئ سیدھی نظر آنکھیں بند کیئے ضامن پر پڑھی جس کے سر پر پٹیاں لپٹی تھیں۔

وہاں پہلے سے ہی ضامن کی ممی اور بہن تھیں۔

"آؤ نہ ہالہ" اسے دروازے پر ہی کھڑا دیکھ کر ضامن کی ممی نے کہا۔

ہالہ کا نام سنتے ہی ضامن نے آنکھیں کھول کر گردن گھما کر اسے دیکھا۔

حیرت، خوشی محبت نہ جانے کون کون سے جذبے ہالہ کو اسکی آنکھوں میں نظر آئے۔ وہ آہستہ سے چلتی اسکی ممی کی چیئر کے پاس کھڑی ہوئی جو ضامن کے بیڈ کے قریب رکھی ہوئی تھی۔

"رمشا آؤ ذرا اسفند کو دیکھ آئیں۔" اسکی ممی نے ان دونوں کو اکیلے میں ملنے کا موقع دیا اور روم سے باہر چلی گئیں۔ ہالہ نظریں جھکائے ہوئے تھی۔ جبکہ ضامن کی نظریں اس پر تھیں جو ابھی بھی نقاب میں تھی۔

"ہالہ" ضامن نے اسے پکارا اس نے چونک کے ضامن کو ایسے دیکھا جیسے ابھی تک اسکے زندہ سلامت ہونے کا یقین ہی نہ ہو رہا ہو۔

ضامن نے اسے اپنے پاس بیڈ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ آہستہ سے چلتی اسکے بیڈ پر ٹک گئی۔

"آئی وانا سی یو" ضامن کی بات سمجھتے اس نے آہستہ سے نقاب گرایا۔نظریں اسکی جھکی ہوئیں تھیں جن میں آہستہ آہستہ آنسو اکٹھے ہو رہے تھے۔ اور بے اختیار پلکوں کی باڑھ توڑ کر باہر آگ ئے۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"ہنی ایسے نہیں کریں۔" ضامن نے اسکے گود میں دھرے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بمشکل کہا۔

ہالہ تو اس تسلی پر اور بھی بکھر گئی۔

اور بے اختیار اسکے سینے پر سر رکھ کر روتی چلی گئی۔

ضامن نے آنکھیں بند کر کے اسکے گرد اپنا دایاں بازو پھیلایا۔

" ہنی پلیز سٹاپ کرائینگ یور ٹیرز آر ہرٹنگ می۔ آئم نوٹ ان دیٹ پوزیشن ٹو وائیپ دیم پراپرلی۔"

اسکی کمر سہلاتے وہ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔

ہالہ کو یکدم اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا تو فوراً سیدھی ہوئی اور ذرا سا رخ موڑ کر اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔

اچانک ضامن نے اسے دیکھتے اسکا ہاتھ پکڑا ہالہ نے اسکی جانب دیکھا تو وہی دل کھینچ لینے والی مسکراہٹ اسکے چہرے پر تھی جو ہالہ کا دل اتھل پتھل کر دیتی تھی۔

"تھینکس فار دس ان کنڈیشنل لو" ضامن اسکا ہاتھ ہونٹوں تک لے جا کر بولا۔

"کوئی ایسے بھی کسی کی جان نکالتا ہے۔" ہالہ نے خفگی سے کہا۔اور اسکے پاس سے اٹھ کر بیڈ کے پاس رکھی کرسی کو اسکے بیڈ کے اور پاس کرکے بیٹھ گئی۔

"اور کوئی ایسے بھی اپنی جان کو تنگ کرتا ہے" ضامن نے اسی کے انداز میں کہتے اسکی بھیگی پلکوں پر ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا پھیرا۔

"آیم سوری" ہالہ نے آنکھیں نیچے کرتے ہوئے کہا۔

"آہاں۔۔۔ ان آنسوؤں نے ہی تو مجھے بتایا ہے کہ میرے لیئے کوئی بہت فکرمند تھا۔"

اچھا اب آپ زیادہ باتیں نہیں کریں۔" ہالہ نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

اگلا پورا ہفتہ ضامن اور اسفند نے ہاسپٹل میں گزارا پھر انہیں ڈسچارج کر دیا گیا اور دونوں کچھ عرصہ ریسٹ کے لیئے اپنے اپنے گھر چلے گ ۓ۔ ہالہ بھی ضامن کے گھر آچکی تھی اور ضامن کی بہن کے گھر اسکا قیام تھا۔ ایک کنال پر بنا ہوا یہ خوبصورت سا

گھر مد گلہ ہلز کے سامنے تھا جہاں سے پہاڑوں کا خوبصورت منظر اس گھر کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا تھا۔

خاص طور پر ضامن کا روم اوپر کی سٹوری پر تھا اور اسکے ٹیرس کے بالکل سامنے ہلز نظر آتی تھیں۔

گھر آ کر ضامن کے بہت سے کام ضامن کی ممی نے ہالہ کو سونپ دیئے انہیں اپنی یہ کیوٹ سی بہو بہت پسند تھی اور اسکے پیرنٹس کے ساتھ بھی جو لگاؤ تھا اس سے ہالہ انکو اور بھی عزیز تھی۔

ضامن تیزی سے ری کور کر رہا تھا اور اب تو چلنے بھی لگ گیا تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ پرسوں سے جوائنگ دوں" ناشتے پر سب کے ساتھ بیٹھے ہوئے ضامن نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے مگر میں چا رہا تھا کہ اب رخصتی کر کے تمہارے ولیمے کا فنکشن اناؤنس کریں۔" عاصم صاحب کے کہنے پر اسکی نظر سامنے بیٹھی ہالہ کی طرف اٹھی اس نے بھی

اسی لمحے ضامن کو دیکھا۔ اسکی لرزتی پلکوں کو دیکھ کر ایک مسکراہٹ ضامن کے ہونٹوں پر آئی جس کو اس نے جوس کا گلاس پیتے ہوئے چھپایا۔

" ڈیڈی آئی تھنک ولیمہ ابھی رہنے دیں کیونکہ گیدرنگ میں کوئی بھی پکچر ہالہ کی لیک ہوسکتی ہے اور ابھی کوئی رسک لینا ٹھیک نہیں۔"

ضامن کی بات انکے دل کو لگی۔

چلو تم لاہور سے چھٹیاں لے کر نیکسٹ ویک تک آجاؤ تو گھر میں ہی چھوٹا سا کوئی گیٹ ٹوگیدر کر لیتے ہیں۔ ہالہ یہیں رہے گی۔"

"ٹھیک ہے، آپ ارلی مورننگ کی میری فلائٹ بک کروا دیں"

رات میں ضامن کی ممی نے اسے ضامن کی پیکنگ کرنے کے لیئے کہا۔

ضامن کہیں باہر گیا ہوا تھا ہالہ نے شکر کرتے جلدی سے جا کر اسکی پیکنگ شروع کی۔ ابھی وہ واش روم سے اسکی شیونگ کٹ لینے گئی ہی تھی کہ اسکے روم کا ڈور کھلنے کی آواز آئی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اب ہالہ پریشان تھی کہ اندر ہی رہے یا باہر جائے۔

ضامن جیسے ہی اندر آیا تو سامنے بیڈ پر اپنا بیگ دیکھ کر یہی سمجھا کہ ممی اسکی چیزیں رکھ رہی ہیں۔

"ممی میری وہ بلیک شرٹ ضرور رکھیئے گا" واش روم کا کھلا دروازہ دیکھ کر وہ یہی سمجھا کہ ممی اندر ہیں بیڈ کے بائیں جانب لگے شیشے میں اپنے بالوں میں برش کر کے جیسے ہی وہ پلٹا ہالہ کو اپنی چیزیں رکھتا دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی۔

"اوہو! شوہر کی خدمتیں ہو رہی ہیں۔ صبح سے کہاں چھپی ہوئیں تھیں آپ۔ رخصتی کی بات اس لیئے نہیں کی تھی کہ آپ پردہ سٹارٹ کر دیں۔" ضامن اسکی جانب آتے ہوئے بولا۔

"آپ چپ کر کے ابھی باہر چلے جائیں تا کہ میں سکون سے آپکی پیکنگ کر دوں۔ کچھ مس ہوگیا تو بعد میں مجھے مت ڈانٹیئے گا۔"

"نا تو آج میں اس روم سے جاؤں گا اور نہ آپکو جانے دوں گا"۔ ضامن کی بات پر اسکا منہ اور آنکھیں دونوں کھل گئیں۔

"لگتا ہے ابھی تک دماغ سے چوٹ کا اثر نہیں گیا" ہالہ نے چڑ کر اس پر طنز کیا جو بیڈ پہ بیگ کے پاس بیٹھا دونوں ہاتھ پیچھے بیڈ پر رکھے اسے شرارتی مسکراہٹ سے دیکھ رہا تھا۔

"میرا خیال ہے میں ممی کو ہی باقی کی پیکنگ کے لیئے بھیجتی ہوں" اس نے خفگی سے منہ پھلا کر کمرے سے جانے کے لیئے قدم بڑھائے کے ہاتھ ضامن کی گرفت میں آ گیا۔

"اچھا نہ یار اپنی کیوٹ سی بیوی کو تنگ نہ کروں تو کس کو کروں" اس نے کھڑے ہوتے ہالہ کے گال کو پیار سے کھینچتے ہوئے کہا اور پھر بیڈ کے بالکل سامنے لگے سی ڈی پلیئر کے سامنے جا کر سی ڈیز چیک کرنے لگا۔

ہالہ نے سکھ کا سانس لیا۔

کچھ دیر بعد ایک سونگ سلیکٹ کر کے اس نے ہالہ کو پکارا۔

"ایک وش پوری کرسکتی ہیں میری" ضامن نے بہت آس سے پوچھا۔

"وہ کیا" ہالہ نے بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے کہا وہ یہی سمجھی کہ کافی یا چائے کی فرمائش ہو گی۔

ضامن نے پلے کا بٹن آن کیا اور ہالہ کے پاس آ کر اسکی جانب ہاتھ بڑھایا۔ "مے آئی ہالڈ یور ہینڈ لیڈی" اسکی مسکراہٹ نے ہالہ کو مسمرائز کیا اس نے کچھ کنفیوژ ہو کر اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

ضامن نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں سے کیچر اتارا اور بیڈ پر اچھالا۔

اسکا ایک ہاتھ اپنے شولڈر پر رکھا اور اپنا بایاں ہاتھ اسکی کمر کے گرد باندھا۔

ہالہ حیرت سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ اب اسٹیریو پر

Norah Jones

کی آواز ابھری۔

Come away with me in the night

Come away with me

And I will write you a song

Come away with me on a bus

Come away where they can't tempt us

With their lies

I want to walk with you

On a cloudy day

In fields where the yellow grass grows knee-high

So won't you try to come

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

Come away with me and we'll kiss

On a mountaintop

Come away with me

And I'll never stop loving you

And I want to wake up with the rain

Falling on a tin roof

While I'm safe there in your arms

So all I ask is for you

To come away with me in the night

Come away with me

"لٹس جوائن مائی اسٹیپس" آگے پیچھے اپنے پاؤں کو لے جاتے وہ اسے لائٹ رومانٹک کپل ڈانس کروا رہا تھا۔

"آئی کانٹ ڈو دس ضامن" ہنستے ہوئے ہالہ بولی ۔

"وائے آر یو ڈونگ دس" آہستہ آہستہ اسکے ساتھ قدم ملاتے ہالہ نے اسکی مسکراتی نظروں میں دیکھا۔

کتنا ڈفرنٹ شخص اللہ نے اسے دیا تھا جو اسکے ہر نئے دن میں اسے سرپرائز کرتا تھا۔

"یہ میری بچپن کی وش تھی کہ میں اپنی وائف کے ساتھ کپل ڈانس کروں" ضامن کے غیر سنجیدہ جواب نے ہالہ کو قہقہہ لگانے پر مجبور کیا۔

ضامن نے محبت پاش نظروں سے اسکے ہنستے چہرے کو دیکھا۔

پچھلے کچھ دن وہ ہالہ کو اپنے لیئے اتنا روتا دیکھ چکا تھا کہ اب اسکی ہنستی مسکراتی یاد اپنے ساتھ لے کر جانا جاتا تھا۔

بے اختیار ضامن نے اسکے ماتھے پر بوسہ دے کر اسے ہر طرح سے محفوظ رہنے کی دعا کی۔

"آئی وانٹ ٹو میک ایوری نائٹ اینڈ ڈے ممبریبل دیٹ وی سپینڈ ٹوگیدر۔" اسکی گمبھیر جذبوں سے چور آواز پر ہالہ نے اسکے سینے پر سر رکھ کر خود کو اسکی جذبے لٹاتی نظروں سے چھپایا۔ ضامن اسکی معصوم سی ادا پر اپنی مسکراہٹ نہیں روک پای۔

____

اگلے دن صبح اسکی فلائٹ تھی۔سب اسے چھوڑنے جا رہے تھے۔ ہالہ بھی ساتھ تھی نقاب میں۔

ضامن سب سے مل کر جانے لگا تو ہالہ آنسو صاف کرنے لگی کہ نجانے کیسے ہالہ کا نقاب نیچے گر گیا۔ اس نے گھبرا کر جلدی سے نقاب اوپر کرنا چاہا کہ تب تک دیر ہو چکی تھی اورزمانشاہ جس کی نظر غیر اختیاری طور پر ہالہ پر پڑھی تھی اسکے بغیر نقاب کے چہرے کو ششدر کھڑا دیکھتا رہا۔وہ بھی اسی فلائٹ سے لاہور جا رہا تھا۔یہ وہی ایس ایچ او تھا

جس نے ہالہ کے قاتلہ ہونے کی خبر اخبار میں چھپوائی تھی اور یہ رحمان شاہ کا بیٹا بھی تھا۔

"ڈیڈی آئی ہیو فاؤنڈ دیٹ بچ" زمان شاہ نے اپنے باپ کو میسج ٹائپ کیا۔

ساتھ ہی باپ کی کال آگئی۔ اس نے ساری تفصیل اسے بتائی۔

عاصم ملک کو وہ اچھی طرح جانتے تھے۔ مگر یہ نہیں جانتے تھے کے وہ سرفراز کے بیسٹ فرینڈ بھی تھے۔اور نہ ہی یہ جانتے تھے کے ضامن ان کا بیٹا ہے۔

اتفاق سے دونوں جہاز میں بزنس کلاس میں تھے۔ ضامن آگے بیٹھا تھا اور زمان شاہ کو پچھلی سیٹس پر جانا تھا۔ جاتے جاتے اس نے بہت طریقے سے ضامن کی پکچرز اپنے موبائل میں لیں۔اپنے کارندوں کو سینڈ کی۔

"آئی نیڈ آل دا انفارمیشن ریگارڈنگ دس گائے ارجنٹلی"

اور ساتھ ہی ایک اور بندے کو کال کی جو کہ اسلام آباد میں تھا اسے عاصم ملک کے گھر کی نگرانی پر لگایا۔

ضامن ہالہ کو سوچتے ہوئے بے حد اداس تھا مگر خوشی بھی تھی کہ اب ان کے ایک ہونے میں صرف ایک ہفتے کی دوری تھی۔

ہالہ کا کل کی ہنسی اور آج کی اداسی ہر ہر روپ اسکی آنکھوں کے سامنے آرہا تھا۔ کانوں میں ہینڈفری لگائے سے سیٹ کی پشت سے ٹکائے وہ دشمن جاں اسے بے حد یاد آرہی تھی۔

پھر اس نے آنکھیں کھول کرہالہ کے نمبر پر

Bryan Rice

کا سونگ شئیر کیا

ہالہ نے جیسے ہی واٹس ایپ میسج اوپن کیا ضامن کے شئیرڈ سانگ کو دیکھا۔ اس نے ہینڈفری بیگ سے نکال کر کانوں میں لگائی۔وہ لوگ گھر واپس جارہے تھے۔سب اپنی اپنی جگہ ضامن کے لئیے اداس تھے۔

ہالہ کو بہت اچھا لگتا تھا جب ضامن اپنی فیلنگز کے اظہار کے لئیے ہالہ سے سونگز شئیر کرتا تھا۔

اب بھی

Bryan Rice

کی آواز نے ہالہ کا دل کھینچ لیا

Hey baby, when we are together, doing things that we love

Every time you're near I feel like I'm in heaven, feeling high

I don't want to let go, girl

I just need you to know girl

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

I don't wanna run away, baby you're the one I need tonight

No promises

Baby, now I need to hold you tight, I just wanna die in your arms

Here tonight

Hey baby, when we are together, doing things that we love

Every time you're near I feel like I'm in heaven, feeling high

I don't want to let go, girl

I just need you to know girl

I don't wanna run away, baby you're the one I need tonight

No promises

Baby, now I need to hold you tight, I just wanna die ...in your arms

I don't want to run away, I want to stay forever, thru time and time

No promises

I don't wanna run away, I don't wanna be alone

No Promises

Baby, now I need to hold you tight, now and forever my love

No promises

ہالہ نے سونگ سنتے ضامن کا ایک اور میسج ریسیو کیا۔

مسنگ دا لاسٹ نائٹ وائل لسنگ ٹو دس سانگ

"مسنگ یو ٹو ہنی"ہالہ نے بمشکل اپنے آنسو روکتے ہوئے کہا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ پھر سے تپتی دھوپ میں کھڑی ہوگئ ہو۔ ضامن کی موجودگی کسی ٹھنڈی چھاؤں سے کم نہیں تھی۔ مگر یہ سوچ کر خود کو تسلی دی کہ ایک ہفتے کی ہو تو بات ہے۔ پھر کوئ دوری انکے درمیاں نہیں آئے گی۔

———————————————

لاہور سے آگے ایک گاؤں میں رحمان شاہ نے اپنا اڈا بنایا ہوا تھاجہاں سب غلط کام وہ کرتا تھا۔ آج بھی وہ وہیں موجود تھا۔ زمان شاہ سیدھا اس اڈے پر پہنچا۔

جہاں رحمان بے چینی سے اسکا انتظار کر رہا تھا۔ زمان شاہ لاؤنج میں داخل ہوا۔ باپ سے بغلگیر ہونے کے بعد اس نے ساری تفصیل پھر سے بتائ اور یہ بھی کہ اس نے

عاصم کے گھر کی نگرانی شروع کروا دی ہے۔ پھر اس نے ضامن کی تصویر بھی انہیں دکھائی۔

رحمان شاہ نے اسکے کندھے پر خوش ہو کر تھپکی دی۔ ہالہ کی طرف تو بہت سے بدلے نکلتے تھے۔ ناصرف وہ ثبوت جو ہالہ کے پاس تھے وہ نکلوانے تھے بلکہ وہ تمام ثبوت بھی انہیں چاہئیے تھے جن کا علم صرف ہالہ کو تھا۔

کیونکہ سرفراز کی موت کے بعد اس نے بہت کوشش کی کہ اسے وہ ثبوت مل جائیں جو کہ اگر آئی ایس آئی کے ہاتھ لگ جاتے تو اسے پھانسی کے پھندے سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

ہالہ سے یہ غلطی ہوئی کہ جب رحمان شاہ نے اسے کڈنیپ کیا تو اس نے غصے میں کہہ دیا کہ وہ سرفراز کی بیٹی ہے اور اسکے پاس وہ تمام ثبوت ہیں جو وہ پولیس کو دکھا کر انہیں جیل کروائے گی۔

ان ثبوتوں کا علم صرف تنویر کو تھا اور اس نے ہالہ کے بڑے ہونے کے بعد اسے بھی بتادیا تھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

مگر یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ اتنی بڑی بے وقوفی کر جائے گی اسی لیئے اس نے ہالہ کو وہاں سے اس رات بھگا دیا تھا۔ اور انہی ثبوتوں کی وجہ سے رحمان شاہ اس کے خون کا پیاسا ہوگیا تھا۔

شام تک ضامن کے بارے میں زمان شاہ کو ساری انفارمیشن مل چکی تھی سوائے اس کے کہ ہالہ اسکے نکاح میں ہے۔

"زمان اب اس لڑکی پر ہاتھ ڈالنا اتنا آسان نہیں۔ عاصم ملک جن ہے آئی ایس آئی کا۔" رحمان شاہ نے فکرمندی سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں ایسا جال پھینکوں گا کہ مچھلی باآسانی میرے قابو میں آجائے گی۔اس کمینی کا وہ بیگ دیں جو اس رات یہیں رہ گیا تھا" اپنی شاطرمسکراہٹ سے اس نے باپ کو تسلی دی۔

دو دن بعد زمان شاہ ضامن کے آفس میں پہنچ چکا تھا جہاں وہ اپنے آرمی کے یونیفارم میں تھا۔

"سر ایس ایچ او زمان شاہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں" ضامن اسکا نام سن کر ٹھٹھکا۔

"اندر بھیج دو" اس نے لمحے کے توقف کے بعد کہا۔

تھوڑی دیر بعد زمان شاہ اندر داخل ہوا۔

دونوں نے مصافحہ کیا۔

"جی فرمایئے کیا خدمت کرسکتا ہوں آپکی"ضامن نے اس سے اپنے پروفیشنل انداز میں پوچھا۔

"خدمت تو نہیں بس ایک ہماری قیمتی چیز آپکی تحویل میں ہے وہ چاہئیے" زمان شاہ نے اپنی کرخت مسکراہٹ سے ضامن سے کہا۔ ضامن یکدم الرٹ ہوا۔

"میں سمجھا نہیں"

"میری کزن ہالہ اسے کچھ دن پہلے میں نے اسلام آباد ائیر پورٹ پر آپکی فیملی کے ساتھ دیکھا ہے۔"

"تو" ضامن نے اپنی بے تاثر آنکھوں سے اسے دیکھا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"تو یہ کہ آپ اسے ہمیں واپس کریں اور یہ بھی کے ایک معصوم کی وہ جان لے کر وہ بھاگی ہے۔ میں چونکہ ایک ذمہ دار آفیسر ہوں اور میں رشتہ داروں کو بھی سزا دینے سے گریز نہیں کرتا اور آپ کیسے آرمی آفیسر ہیں جس نے ایک قاتلہ کو پناہ دی ہوئی ہے۔"

"ہاہاہا!ذمہ دار جو اپنی ہی کزن کی عزت پر اپنے ماتحتوں سے ڈاکہ ڈلوائے" ضامن کے کہنے پر اس نے قہقہہ لگایا۔

"وہ میری منکوحہ ہے سر، میں مر کر بھی ایسا نہیں کرسکتا"

یہ کیا بکواس ہے" زمان کی بات نے اسکا دماغ بھک سے اڑا دیا

بکواس نہیں سچ ہے" زمان کی بات پر اس نے مٹھیاں بھینچی۔

"ثبوت؟؟؟" ضامن نے چیلینجنگ نظروں سے اسے دیکھا۔

ضرور" خباثت سے مسکراتے اس نے اپنی جیب سے ایک پیپر نکال کر اسکی جانب بڑھایا۔

ضامن نے غصے سے وہ پیپر اسکے ہاتھ سے لیا اور اسے پڑھ کر اسے لگا اسکے آفس کی چھت اس پر گر گئی ہو۔

"اتنا بڑا ڈھو کہ۔" وہ نکاح نامہ تھا جس پر ہالہ کے ہی سائن تھے۔ وہ ان سگنیچرز کو کیسے بھول سکتا تھا۔

"امید کرتا ہوں جلد ہی اسے ہمارے حوالے کروگے نہیں تو بندہ نکلوانے کے اور بھی بہت سے طریقے مجھے آتے ہیں" زمان شاہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا دھمکی دے کر اسے حیران پریشان چھوڑ کر چلا گیا۔

———————————————————

زمان شاہ کے چلے جانے کے بعد ضامن نے اپنا نکاح نامہ نکالا۔ وہ گرنے کے سے انداز سے اس پر بیٹھا اور سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ یہ قسمت نے کیسا مذاق کیا تھا۔جسے وہ اپنا سب کچھ مان چکا تھا وہ اس طرح اسکے جذبوں کا استحصال کرے گی وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

اس نے فون اٹھا کر کوئی نمبر ملایا۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

"اسلام آباد کی ویری نیکسٹ فلائٹ کب کی ہے اور اس میں ایک سیٹ اویلیبل ہو گی۔ نہیں بھی ہے تو کسی طرح ارینج کروا کر مجھے کال کرو۔"

پانچ منٹ بعد ہی اسکے ماتحت کی کال آئی۔

"ہیلو، اوکے چار بجے ٹھیک ہے۔"

اس نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو تین بج رہے تھے۔ وہ اپنے آفس میں بنی الماری کی جانب بڑھا۔ وہاں سے جینز اور ٹی شرٹ نکالی۔ وہ آفس میں کچھ کپڑے ضرور رکھتا تھا کہ کبھی کبھار اسے وہیں سے آؤٹ آف سٹی جانا پڑھ جاتا تھا۔

وہ تیزی سے واش روم کی جانب بڑھا۔

———————————————————

شام چھ بجے کا وقت تھا ہالہ اس وقت گھر میں اکیلی تھی۔ رمشا اور ضامن کی ممی اسی کے لئیے شاپنگ کرنے گئیں تھیں۔ جبکہ عاصم صاحب بھی کسی دوست سے ملنے گ ئے ہوئے تھے۔

وہ لان میں رکھی کرسیوں پر بیٹھی شام کا منظر انجوائے کر رہی تھا کہ مین گیٹ سے ضامن کو آتے دیکھ کر وہ حیرت اور خوشی سے یکدم اپنی جگہ سے اٹھی۔

ضامن سیدھا اسی کی جانب آیا۔

"ممی کہاں ہیں"

نہ سلام دعا نہ کوئی گرم جوشی۔ہالہ یکدم ٹھٹکی۔

"اسلام علیکم کیسے ہیں آپ، آپ نے بتایا ہی نہیں اپنے آنے کا" ہالہ نے خفگی سے کہا۔

"جتنا پوچھا ہے اتنا جواب دو" ضامن کے سخت لہجے پر وہ ہکا بکا رہ گئی۔

"ممی اور رمشا شاپنگ کے لیئے گئی ہیں اور ڈیڈی بھی نہیں ہیں" وہ بھی اب ان دونوں کو ممی اور ڈیڈی ہی کہتی تھی کہ یہ تاکید انہوں نے ہی کی تھی۔

"پانی کا گلاس لے کر میرے روم میں آؤ" ضامن غصے سے اسے حکم دیتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر چلا گیا۔

ہالہ پریشان ہوتی پانی کا گلاس لے کر زینہ طے کرنے لگی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

اسے تو ضامن کا اجنبی لہجہ پریشان کر رہا تھا۔

ناک کر کے وہ کمرے میں آئی تو نظر سامنے بیڈ پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھے ضامن پر پڑی۔

وہ ڈرتے ہوئے اسکے پاس آئی اور پانی کا گلاس دیا جسے وہ ایک سانس میں خالی کر گیا۔ پھر غصے سے پاس کھڑی ہالہ کو دیکھا جو اسکی کے غصے کو سمجھنے سے قاصر تھی۔

"ضامن کیا بات ہے کیا ہوا ہے" اس نے ڈرتے ڈرتے اس سے پوچھا اور یہی پوچھنا غضب ہو گیا۔

ضامن نے پوری قوت سے گلاس سامنے دیوار پر دے مارا جو چھناکے سے ٹوٹ کر گرا اور ہالہ کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

" کیا ہوا ہے۔۔۔کیا ہوا ہے مجھے۔۔۔یہ پوچھو کیا قیامت گزری ہے مجھ پر۔" ضامن بیڈ سے اٹھتے زور سے چلایا۔

"یہ دیکھو۔۔۔دیکھو اسے کیا ہے یہ" ضامن نے غصے سے اسکے سامنے وہ نکاح نامہ لہرایا جو زمان شاہ اسے دیکھ کر گیا تھا۔

ہالہ نے لرزتے ہاتھوں سے اسے پکڑا اور اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گ ئیں۔

"یہ یہ۔۔۔۔جھوٹ ہے" بے اختیار آنسو اس کے گالوں پر پھسلے روتی ہوئ آواز میں اس نے اپنی بے گناہی کا ثبوت دینا چاہا کہ ضامن کے زور دار تھپڑ سے وہ الٹ کر نیچے گری۔

ضامن نے کوئ پرواہ نہ کرتے اسکے پاس بیٹھتے بالوں سے پکڑ کر اسکا چہرہ اونچا کیا اور اپنا نکاح نامہ اسکے آگے کیا۔

مجھے اب اسکو دیکھو کہاں کوئ فرق ہے بتاؤ۔"

ضامن نے غصے سے دانت پیستے اسکے آگے زمین پر دونوں نکاح نامے رکھے اور اسکے بال جھٹکے سے چھوڑے۔

ہالہ دونوں کو دیکھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گئ۔

اسے نہیں یاد پڑتا تھا کہ اس رات ایسا کچھ ہوا تھا۔تو پھر کیسے اسکے سائن انہیں پتہ چلے۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

پھر سپارک ہوا کہ اس رات اسکا بیگ وہیں رہ گیا تھا اور اسکی چیک بک۔۔۔ بس پھر وہ سب سمجھ گئ۔

مگر اس نے ضامن کو کوئ وضاحت نہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔

"یہ سب جھوٹ ہے مگر پھر بھی میں اب آپکو کوئ وضاح نہیں دوں گی۔" ایک عزم سے اٹھتے وہ ضامن کے مقابل آکر کھڑی ہوئ۔

" کسی خوش فہمی میں مت رہنا تم اگر میری نہیں ہوئیں تو کسی کی بھی نہیں ہوگی میں زندہ تمہیں زمین میں گاڑھ دوں گا مگر کسی اور کے حوالے نہیں کروں گا۔"

ضامن نے اسکے بازو کو سختی سے پکڑتے ہوئے کہا اور جھٹکے سے چھوڑ کر چلا گیا۔

جبکہ وہ قسمت کی اس ستم ظریفی پر سوائے ماتم کے اور کچھ نہیں کرسکتی تھی۔

-____________________

ابھی وہ گھر سے باہر ہی نکلا تھا کہ اسے اویس عالم کی کال آگئ۔

"کہاں ہو فوراً میرے پاس پی سی میں پہنچو" اویس عالم کسی کیس کے سلسلے میں راولپنڈی ہی آئے ہوئے تھے۔ اور پی سی میں ٹھہرے تھے۔ انہیں تنویر کے تھرو اس نقلی نکاح نامے کا پتہ چلا تھا۔انہوں نے ضامن کے آفس کال کی وہاں سے پتہ چلا کہ وہ اسلام آباد آیا ہوا ہے۔ انہوں نے کال کر کے اسے فوراً بلایا۔

ضامن کا دماغ اس وقت کھول رہا تھا۔

اس نے گاڑی کا رخ ہوٹل کی جانب کیا۔ پارکنگ میں گاڑی کھڑی کرکے اس نے دوبارہ انہیں کال کی اور کمرہ نمبر پوچھا۔پھر سیدھا انکے کمرے کی جانب بڑھا۔

"زمان آج تمہارے پاس آیا تھا" اس نے انہیں ساری کہانی کہہ سنائی۔

"تمہارے خیال میں یہ صحیح ہے یا غلط" انہوں نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔

"سر وہ سائنز ہالہ کے ہی ہیں۔ اور بالفرض نہیں ہیں تو انکے پاس کہاں سے اسکے اتنے اگزٹ سائنز آئے" ضامن کی بات پر وہ مسکرائے اور پھر اسکی تنویر سے بات کروائی جس نے اس چیک بک کا راز کھولا اور انکے ایک ماہر بندے کا بتایا جس نے ہالہ کے سائن کی کاپی کی تھی۔

ضامن تو ششدر رہ گیا۔۔یہ کیا ہوگیا۔

اس نے کال بند کرکے فون اویس صاحب کو پکڑایا۔

اسکی حالت دیکھ کر انہیں یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ وہ ہالہ کے ساتھ کچھ غلط کر بیٹھا ہے۔

"ضامن غلط فہمی میں کس حد تک نقصان کر چکے ہو، کیا واپسی کا کوئی راستہ کھلا چھوڑ کر آئے ہو" انہیں سب سے پہلے شک یہی ہوا کہ کہیں ضامن ہالہ کو طلاق نہ دے آیا ہو۔

"بہت برا کیا ہے پھر بھی شکر ہے کہ انتہائی حد تک نہیں پہنچا" ضامن انکی بات کا مفہوم سمجھتے ہوئے بولا۔

"ضامن جذبات کو عقل پر کبھی بھی حاوی مت آنے دینا آئندہ اور یاد رکھنا غلطیاں ہر کوئی کرتا ہے مگر ان سے ہمیشہ سبق سیکھنا دوہرانا مت۔ اللہ تم دونوں کے لیئے بہتر کرے۔وہ سب راز جو ہم نے سرفراز کو دیئے تھے اس نے بینک کے لاکر میں رکھوائے تھے اور اب تنویر مجھے وہ سب دے چکا ہے۔ ہالہ کو بھی پتہ تھا اور اس نے

غلطی سے انکو بتا کر اپنے لیئے مزید خطرہ مول لے لیا۔ اب اس کی اور بھی زیادہ پروٹیکشن کی ضرورت ہے۔کیونکہ رحمان کسی بھی وقت اب کچھ بھی کر سکتا ہے۔

اسکے اریسٹ وارنٹ میں بنوا رہا ہوں اور چیف آف آرمی سٹاف کو انوالو کر رہا ہوں تا کہ اسکی بچنے کی کوئی صورت نہ ہو۔ امید ہے کل تک کام ہوجائے گا اور پھر ہی ہم اس پہ ہاتھ ڈال سکیں گے۔تب تک تمہیں بہت الرٹ رہنا ہے۔"

ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ ضامن کے موبائل پر انجان نمبر سے کال آئی۔

"ہیلو" "میں نے کہا تھا نہ سیدھی طرح اسے میرے حوالے کر دو مگر تمہیں شاید بات سمجھ نہیں آئی۔ اپنی چڑیا میں تمہاری قید سے نکال لایا ہوں مگر تم نے اسے جو پروٹیکشن پروائیڈ کرنے کی غلطی کی اسکی سزا جلد ہی تمہیں ملے گی۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو تم۔۔ہیلو ہیلو۔۔" صحیح معنوں میں تو قیامت اب ٹوٹی تھی ضامن پر۔ زمان شاہ کی آواز نے گویا صور پھونکا تھا اسکے کانوں میں۔

"کیا ہوا ہے" اویس عالم نے سر پکڑے ضامن کو جھنجھوڑا۔

"اس باسٹرڈ نے ہالہ کو کڈنیپ کر لیا ہے۔" اسکے منہ سے بمشکل یہ الفاظ نکلے۔

"فوراً گھر چلو" وہ دونوں تیزی سے ضامن کے گھر کے لیئے نکلے۔

ضامن کے چلے جانے کے بعد اسے لگا اس گھر میں اسکا دم گھٹ جائے گا۔وہ کچھ دیر کے لیئے یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔ اس نے آنسو صاف کیئے۔ ضامن کے کمرے سے نکل کر وہ رمشا کے کمرے میں آئی چادر اچھے سے لی منہ چھپایا نیچے آئی اور باہر کے گیٹ کی جانب بڑھی۔

ایک غلطی ضامن نے کی تھی اس پہ اعتبار نہ کر کے اب ایک غلطی ہالہ کر رہی تھی اس چار دیواری سے اکیلے نکلنے کی۔ اور پھر غلطیوں کا تاوان تو بھرنا پڑتا ہے۔

"چاچا پلیز دروازہ کھول دیں میں بس یہاں قریبی پارک تک جا رہی ہوں" اس نے چوکیدار کو کہا۔

" مگر بیٹا آپ کو اکیلے جانے کی اجازت نہیں"

انہیں عاصم صاحب نے سختی سے منع کیا تھا کہ ہالہ کو اکیلے نہ نکلنے دیں۔

"باہر انکل کے گارڈز ہیں نہ آپ انکو کہیں مجھے فالو کر لیں۔"

چاچا نے انہیں فون کیا اور یوں ہالہ قریبی پارک تک آگئ۔

اس وقت وہ کہیں بھاگ جانا چاہتی تھی۔ وہ گال ابھی بھی سنسنا رہا تھا جہاں ضامن نے تھپڑ مارا تھا۔ اس تھپڑ سے بڑھ کر ضامن کی بے اعتباری اسے مار ڈال رہی تھی۔

کیا وہ اس قابل بھی نہیں تھی کہ اسے ایک موقع بھی ضامن دیتا۔

انہی سوچوں میں وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ پارک میں اس وقت اکا دکا لوگ موجود تھے۔

ہالہ یہ نہیں جانتی تھی کہ عاصم صاحب کے کارندوں کے علاوہ زمان کے بندے بھی اسے فالو کر رہے ہیں۔

زمان کے بندے ایک درخت کی اوٹ میں عاصم صاحب کے بندوں کا نشانہ لیئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایسی گولیاں انکی جانب پھینکی جن کی پسٹل سے نکلنے کی کوئ آواز نہیں

تھی اور انکے آگے ایسا لیکوڈ لگا تھا جو انسان کے جسم میں گولی کے تھرو جاتے ہی اسے کچھ دیر کے لیئے بے ہوش کر دیتا ہے۔

جیسے ہی عاصم صاحب کے کارندے بے ہوش ہوئے زمان کے ایک شخص ہالہ کے پاس آیا۔

جو بینچ پر اردگرد سے بے گانہ بیٹھی تھی۔ اس نے پیچھے سے ایک رومال ہالہ کے چہرے پر رکھا اور آہستگی سے ہالہ کو اٹھا کر پارک کے پچھلے راستے سے نکل گیا جہاں زمان شاہ گاڑی میں بیٹھا تھا۔

ضامن اور اویس عالم جیسے ہی گھر پہنچے وہاں رمشا، ضامن کی ممی اور عاصم صاحب پہلے ہی موجود تھے جنہیں چوکیدار نے ہالہ کے گھر سے باہر پارک میں جانے کا بتا دیا تھا۔

انہوں نے اپنے مزید بندے پارک کی جانب بھیج دیئے تھے۔

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے انہیں ہاسپٹل پہنچاؤ"

"کیا ہوا" اویس صاحب نے عاصم ملک سے پوچھا۔

"وہ دو لڑکے جو ہالہ کو فالو کر رہے تھے وہ پارک میں بے ہوش ملے ہیں" انہوں نے تفصیل بتائی۔

"مجھے سر باقر کو کال کرنی پڑے گی اب انہیں کھلا چھوڑنا خطرے سے خالی نہیں"

اویس عالم نے چیف آف آرمی سٹاف کا ذکر کرتے انہیں کال کی۔

کچھ دیر بعد انکے پی اے نے لائن تھرو کروائی۔

"ہیلو سر! کیسے ہیں آپ۔سر آپ کو کل ایک فائل بھجوائی تھی۔ جی۔۔جی رحمان شاہ کی۔سر اسکے اڈوں پہ ریڈ کرنا مسٹ ہوگیا ہے کیونکہ اس نے ہمیں پرسنل اٹیک کیا ہے اور عاصم ملک کی بہو کو کچھ دیر پہلے کڈنیپ کیا ہے۔سر وہ بس ابھی تو نکاح کیا تھا۔سر آپ کی پرمیشن ہو تو آج رات ہی۔۔۔تھینک یو سر، اللہ حافظ"

انکی گفتگو سے اتنا تو اندازہ ہوگیا تھا کہ سر باقر نے انہیں پرمیشن دے دی ہے۔

"سر نے کہا ہے آپ ریڈ کی تیاری کریں انکا ایک بندہ ابھی اسکے وارنٹ گرفتاری لے کر یہاں پہنچ رہا ہے۔"

انہوں نے ضامن کو دیکھتے ہوئے کہا کہ اسی وقت تنویر کی کال آگئی۔

"ہاں تنویر کیا رپورٹ ہے۔" اویس صاحب نے پوچھا۔

"سر وہ ہالہ کو لے کر اپنے اڈے پر ہی ہیں۔ جلد آپ لوگ پہنچیں میں یہاں کے کچھ راستے کلئیر کرواتا ہوں۔ اب بے فکر ہو کر آئیں۔ میں نے اپنی ایک الگ ٹیم اسکے خلاف بنائی ہوئی ہے۔ ہم آپکو اپ ڈیٹس دیتے رہیں گے۔"

یہ کہتے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ دی۔

"لاہور کال کر کے سب کو الرٹ کرو ضامن۔" انہوں نے ضامن کو ہدایت دے کر سمیعہ کو کال کی۔

"ہاں بیٹا میں تمہیں نمبر سینڈ کر رہا ہوں یہ تنویر کا ہے تم اپنے سوفٹ وئیر پر اسکی لوکیشن ابھی سرچ آؤٹ کرو، ہم آج رات ہی ریڈ کر رہے ہیں۔"

سمیعہ کو ہدایت دے کر وہ فارغ ہوئے ہی تھے کہ باقر صاحب کا بندہ وارنٹ گرفتاری لے کر آ گیا۔

انہوں نے پیپرز پکڑے۔ اور سیدھا آرمی ائیر بیس پہنچے راستے میں ہیلی کاپٹر ریڈی کرنے کا کہا۔

انکے پہنچتے ہی تمام انتظامات پورے تھے۔

وہ اور ضامن ہیلی کاپٹر میں لاہور کی جانب روانہ ہوئے۔

-____________________________________

"یو بلڈی بچ، ہمارے خلاف ثبوت دینے لگی تھی۔ بتا کدھر ہیں وہ پیپر ز۔" زمان شاہ کچھ دیر پہلے ہی اسے لے کر اپنے اڈے پر پہنچا تھا۔ اوپر والی سٹوری میں ایک بیڈ روم میں اسے لے کر پہنچا۔

اسکے منہ پر ایک زور دار تھپڑ مارتے ہوئے غصے سے بولا۔

"مر جاؤں گی مگر کوئی ثبوت تمہارے حوالے نہیں کروں گی۔"

اتنا بھاری تھپڑ کھانے کے باوجود وہ نڈر لہجے میں اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

تنویر بھی پاس کھڑا بمشکل خود پر قابو رکھے کھڑا تھا۔

بہر حال وہ انکے ریڈ سے پہلے زمان شاہ یا رحمان شاہ کو کسی قسم کا شک نہیں ہونے دینا چاہتا تھا کہ وہ ان کا بندہ نہیں۔

" کیا بکواس کی ہے" زمان شاہ تو بپھر گیا اور پھر تھپڑوں کی بارش اس نے ہالہ کے منہ پر کر دی۔

اسکا ہونٹ پھٹ گیا اور منہ پر نیل پڑ گئے۔

"باندھو اس بچ کو کل تک ایک دو اور اس سے بھی خطرناک خوراکیں ملیں گین نہ تو سیدھی ہو جائے گی۔ اکڑتی ہے زمان شاہ کے آگے جس سے ایک زمانہ پناہ مانگتا ہے۔"

زمان شاہ منہ سے کف اڑاتا تنویر کو کہا کر چلا گیا۔

وہ آہستہ سے اسکے قریب آیا۔ آہستہ سے اسے سیدھا کیا تو اسکا دل کٹ گیا ہالہ کا سوجا چہرہ دیکھ کر۔

اپنے جس دوست نما بھائی اور اسکی اولاد کے لیئے اس نے عمر تیاگ دی آج اسکے سامنے اسکا کیا حال ہوا۔

اس نے بمشکل اپنے آنسو روکے کیونکہ اس وقت جذبات سے نہیں عقل سے کام لینے کا وقت تھا۔ ذرا سی بھی چوک ہوتی تو ہالہ ان سب کے ہاتھ سے نکل جاتی۔ لہذا اس نے اپنے جذ بات کو قابو کیا۔

--_____________________________

ہیلی کاپٹر سے اتر کر وہ دونوں ہیڈ کوارٹر پہنچے جہاں انکی پوری ٹیم پہلے سے ہی تیار تھی۔

سمیعہ نے جگہ ٹریس آؤٹ کرکے پورا میپ انکے سامنے کھولا۔ ساتھ ساتھ تنویر کے میسجز بھی آرہے تھے کہ کون کون سا ایریا انہوں نے خالی کروا لیا ہے۔

سوائے سمیعہ اور اسفند کے اور کسی کو نہیں پتہ تھا کہ اس ریڈ میں ضامن کی بیوی کو بھی بازیاب کروانا ہے۔

وہ سب اللہ کا نام لے کر گاڑیوں میں نکلے۔ سمیعہ بھی ساتھ تھی اور وقتاً فوقتاً میپ سے وہی سارا راستہ بتا رہی تھی۔

اس ایریا سے کوئی سو گز کی زمیں پر صرف اونچی اونچی گھاس اور درخت تھے۔ دور سے دیکھنے پر کوئی یہ اندازہ نہیں کرسکتا تھا کہ یہاں کچھ دور کوئی رہائش بھی ہوسکتی ہے۔

ضامن گاڑیوں سے اترتا اپنی ٹیم کو لیڈ کرتا زمین پر لیٹ کر آگے بڑھ رہا تھا۔

یہاں تک کہ وہ رہائشی ایریا کے پاس آگئے۔

ضامن نے سب کو مختلف راستوں سے اندر جانے کو کہا۔

تنویر بتا چکا تھا کہ ہالہ کو اوپر کے پورشن میں رکھا گیا ہے۔

ضامن اسفند کو اپنی ڈیوٹی ٹرانسفر کر کے خود اوپر کے پورشن کی طرف پانی کی پائپ سے چڑھا۔ کسی سانپ کی طرح وہ اس کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچا جہاں ہالہ تھی۔

ضامن نے کھڑکی سے ذرا سا جھانک کر دیکھا تو اسے زمان شاہ اور رحمان شاہ نظر آئے۔

"کچھ منہ کھولا ہے اس نے یا نہیں" رحمان شاہ غصے سے اسے گھورتا ہوا بولا۔

"نہیں بہت ڈھیٹ ہے۔" زمان شاہ کی لال انگارہ آنکھیں اس پر جمیں تھیں۔

"بس پھر آج کی رات تم اس کمرے میں رہ کر اسے اپنی زبان میں سمجھاؤ" ابھی رحمان شاہ کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ نیچے سے فائرنگ کی آواز آئی۔

"یہ کیا ہوا ہے۔تم اسکو نہیں چھوڑنا" رحمان شاہ گھبرا کر بھاگا۔

اسی لمحے ضامن شیشے کو توڑتا ہوا کمرے میں آیا۔

"تم" زمان شاہ تو اسے دیکھ کر ششدر رہ گیا۔

اسکے وہم وگان میں نہیں تھا کہ اتنی جلدی یہ لوگ کوئی ایکشن لے لیں گے۔

وہ اس وقت خالی ہاتھ تھا۔

ضامن نے گن کا رخ اسکی جانب کر کے اسے ہاتھ اٹھانے کا کہا۔

ہالہ کو جس کرسی سے باندھا گیا تھا اسکی پشت ضامن کی جانب تھی۔ اس نے ابھی ہالہ کو نہیں دیکھا تھا اور نہ ہالہ نے اسے۔ مگر اسے پتہ چل گیا تھا کہ اسکا نجات دہندہ آ گیا ہے۔

ہاہاں میں تمہارا باپ۔" ضامن نے دانت پیستے اسے کہا۔ اب نیچے سے فائرنگ کی آواز آنی بند ہو گئی تھی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر ہالہ کی کرسی کا رخ اپنی جانب کیا اور جو چہرہ اسکے سامنے تھا اس نے اسکے اندر غصے کی شدید لہر پیدا کی۔

جگہ جگہ نیل اور پھٹا ہونٹ جس پر اب خون جم چکا تھا۔

ضامن کو ہالہ کی جانب متوجہ دیکھ کر زمان نے بھاگنے کی کوشش کی مگر ضامن کی گن سے نکلنے والی گولی نے اسکی ٹانگ زخمی کر کے اسکی کوشش ناکام بنا دی تھی۔

زمان یہ بھول گیا تھا کہ سیکرٹ ایجنٹس کی دو نہیں دس آنکھیں ہوتی ہیں۔

اسی وقت تنویر اندر آیا۔

"ضامن ہالہ کو لے کر چلو۔سب کو ہم نے قابو کر لیا ہے۔"

زمان تو تنویر کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن کر ششدر رہ گیا۔ اب اسے سمجھ آ گیا کہ ضامن لوگ کیسے اتنی جلدی حرکت میں آگ ئے۔

"آستین کے سانپ" زمان تنویر پر پھنکارا مگر زخمی ٹانگ کی وجہ سے کچھ کرنے کی پوزیشن میں ہنین تھا۔

"آپ ہالہ کو لے کر جائیں۔ اس کمینے کو میں اسکے انجام تک پہنچا کر آؤں گا۔جس نے میری زندگی کو ختم کرنے کی کوشش کی اسے میں اتنی آسانی سے معاف نہیں کرسکتا۔ڈرل مشین کہاں ہے" اس نے اپنی نظریں زمان پر جماتے ہوئے کہا جن میں سے چنگاریاں نکل رہیں تھیں۔

اتنویر نے اس کمرے کی ایک الماری سے ڈرل مشین نکال کر ضامن کو دی۔

"ضامن" ہالہ نے پریشان ہو کر اسے دیکھا۔

"انکل اسے لے جائیں" ضامن تو جیسے ہالہ کی آواز سن ہی نہیں رہا تھا

تنویر ہالہ کے ہاتھ پاؤں کھول کر اسے لے کر باہر نکل گی

"انکل ضامن کیا کرنے لگے ہیں اسکے ساتھ" ہالہ نے باہر آ کر دھشت سے تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ساتھ ہی اندر سے ڈرل کی اور کسی کی دلدوز چیخوں کی آواز آئی۔

"یہ ۔۔۔۔۔یہ۔۔۔ ہالہ تو دھشت سے کچھ بول بھی نہیں پائی۔

"اس نے میری جس پیاری بیٹی کا یہ حال کیا ہے تو ایک گولی اسکا بدلہ لینے کے لئیے کافی نہیں تھی۔ بس اب تم چلو یہاں سے" یہ کہتے ساتھ ہی وہ ششدر کھڑی ہالہ کو لے کر باہر آگ ئے۔

____

اگلے کچھ دنوں میں رحمان کا سارا نہ صرف گینگ پکڑا جاچکا تھا اور ان کے توسط سے بہت سے اور شر پسند گروہوں کو پکڑا جاچکا تھا۔ جو پاکستان میں مختلف جگہوں پر دہشتگردی کے واقعات میں انوالو تھے۔

رحمان سے انہوں نے یہ بھی کنفیس کروا لیا تھا کہ سرفراز کو اس رات اسی نے مروایا تھا اور اس جرم میں اسے پھانسی کی سزا سنائ گئ تھی۔

اسفند اور سمیعہ کی شادی طے ہوگئ تھی۔ ہالہ کو عاصم صاحب اپنے گھر لے آئے تھے۔ جبکہ ضامن کا سب نے بائیکاٹ کیا تھا کیونکہ ہالہ نے سب کو اس شام کی تھپڑ والی بات بتا کر رخصتی سے انکار کر دیا تھا جو ہالہ کے چہرے کے زخم ٹھیک ہونے کے ہفتے بعد رکھی تھی۔

مگر وہ سب جاننے کے بعد سب نے اسکا ساتھ دیا تھا اور اسکا اپنے ہی گھر میں داخلہ ممنوں کر دیا تھا۔

ضامن کو دو ہفتے سے ژیادہ ہوگۓ تھے۔ روز وہ ہالہ کو کالز کرتا اور ڈھیروں میسجز مگر وہ کسی کا ریپلائ نہیں کر رہی تھی۔

مزید اردو کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں:
www.pakistanipoint.com

ایک دن تنگ آ کر اس نے بہن کو فون کیا۔

"کیوں فون کیا ہے آپ نے مجھے" وہ غصے سے بولی۔

"یار کیا ہوگیا ہے تم سب کو بس کر دو اب۔ بھابھی بھائ سے زیادہ پیاری ہوگئ ہے۔ یاد کرو وہ دن جب میں تمہاری ایک بک ڈھونڈنے کے لیئے ٹریننگ سے تھکا ہوا آیا تھا اور پھر بھی سارا دن سڑکوں پر مارا مارا پھرتا تھا۔ وہ دن بھی یاد کرو جب بارش میں گاڑی خراب ہوئ تھی اور سردیوں کی بارش میں تمہیں بھیگنے سے بچانے کے لیئے میں ورکشاپ تک گاڑی کو دھکا لگا کر لے گیا تھا۔ اور آج میری ایک غلط فہمی کی تم سب اتنی کڑی سزا دے رہے ہو۔ میں اپنی فیملی ہوتے ہوئے تنہا ہوگیا ہوں" ضامن نے پوری طرح پلیننگ کر کے رمشا کو گھیرا تھا اور اپنی جذباتی ایکٹنگ پر اسکا دل کیا خود کو آسکر دے دے۔

"اچھا بھائ بس کرو میں تو کب کا تمہیں معاف کر چکی ہوں مگر بھابھی کچھ سننے کو تیار ہی نہیں"۔ آخر رمشا اسکی جذباتی باتوں کے زیر اثر آ ہی گ ئ۔

"تمہاری بھابھی کی تو ایسی کی تیسی اب وہ میری پلیننگ دیکھے" یہ سب وہ صرف وہ دل میں ہی سوچ سکا۔

"تم بس میری تھوڑی ہیلپ کردو جیسے جیسے میں کہوں ویسے ہی کرنا اور ہاں پلیز اسکی کوئی پکچر ہی سینڈ کردو۔وانا سی ہر" رمشا کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے آخر میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے کہا۔

"اوکے وہ تو میں ابھی کر دیتی ہوں۔ اوکے بائے ناؤ" رمشا خود بھی اپنے بھائی بھابھی کو اب اکٹھے دیکھنا چاہتی تھی۔

"بھابھی واو کتنی کیوٹ لگ رہی ہیں آپ اس کلر میں چلیں ایک سیلفی ہو جائے" وہ جو لاؤنج میں بیٹھی سمیعہ کی شادی میں پہننے کے لئیے کپڑوں کے ڈیزائن دیکھ رہی تھی رمشا کی اس معصوم سی فرمائش پر بے اختیار اس پر اسے بہت پیار آیا۔

"اگر بھابھی کو پتہ چل جائے کے کس مقصد سے یہ پکچر لے رہی ہوں تو یہ ہاتھ جو میرے گرد پیار سے لپٹا ہے میری گردن دبانے میں ایک سیکنڈ کی دیر نہ لگائے۔

ضامن بے چینی سے انتظار کر رہا تھا رمشا کے میسج کا۔ کتنے دن ہو گئے تھے اس دشمن جاں کو دیکھے ہوئے۔

کچھ دیر بعد اسے واٹس ایپ میسج کی ٹون سنائی دی اس نے تیزی سے میسج اوپن کیا تو رمشا اور ہالہ کی تصویر نظر آئی۔ لائٹ لیمن اور فیروزی ڈریس میں وہ ہمیشہ کی طرح اسکے دل کی دنیا تہہ و بالا کر گئی تھی۔

"میسنگ یو سوئیٹ ہارٹ ٹیر بلی۔" کتنے ہی اسکی سنگت میں گزرے یادگار لمحے اسکی نظروں کے آگے سے گزرے۔

"یار تجھ سے زیادہ بے مروت دوست نہ دیکھ نہ سنا" ضامن نے اسفند کو کال کی جو اپنی شادی کی چھٹیاں لے کر گھر گیا ہوا تھا۔ ایک دن بعد مہندی تھی۔

"اگلی بکواس کر" اسفند کا دماغ بھی ہالہ والی بات پر تپا ہوا تھا۔

"یار بس کر اب کیا سب کے ساتھ ساتھ تجھ سے بھی معافی مانگوں۔وہ سب شدید محبت میں ہو گیا تھا"

ضامن نے اپنا دفاع کرنے کی کوشش کی۔

"بیٹا اگر محبت میں ایسا کیا تھا تو پھر رخصتی کے بعد ہم ہالہ کو نیل و نیل ہی دیکھیں گے۔"

اسفند کے طنز پر وہ بمشکل اپنا قہقہہ روک سکا۔

"اچھا یار تو بس میرا اپنی شادی میں آنے والا معاملہ بحال کروا ڈیڈی نے تو سختی سے مجھے منع کیا ہے کہ میں تیری شادی میں نظر نہ آؤں"

"خیر تجھ سے پھڈے اپنی جگہ مگر تیرے بغیر تو میں نکاح کے پیپرز پر سائن نہیں کروں گا۔" اسفند کی محبت پر اسے فخر ہوا۔

"تھینکس بڈی، مگر علاقہ غیر میں یہ خبر نہ پہنچے"

"ضامن تو کتنا ڈرتا ہے ہالہ سے۔۔۔ہاہاہاہا" اسفند کی ہنسی نے اسے تپایا۔

"بیٹا کچھ دن بعد تجھ سے پوچھوں گا"

-_____________________________

"ہیلو یار میں ایک ڈریس بھیج رہا ہوں پلیز کسی بھی طرح ہالہ نے مہندی کی رات یہی پہنا ہو۔یہ تم پر ڈیپینڈ کرتا ہے کہ تم نے اسے کیسے منانا ہے"۔

ضامن کے میسج نے سمیعہ کو اچھا خاصا پریشان کیا۔

"بھائی خور تو مجنوں بنے ہو مجھے کس بات کی سزا دے رہے ہو" رمشا نے بے چارگی سے سوچا۔

شام میں رمشا نے ایک پارسل موصول کیا۔

"بھابھی آپ سے ایک ریکوئیسٹ کرنی ہے پلیز مانیں گی"

سمیعہ پارسل لے کر ہالہ کے پاس آئی۔

"ہاں سوئیٹی کیوں نہیں" ہالہ نے پیار سے اسے کہا۔ دونوں اس وقت رمشا کے ہی روم میں تھیں۔

میں نے نیٹ پر ایک ڈریس دیکھا تھا۔ مجھے بہت اچھا لگا اور میں نے آپکے لئیے آرڈر دے دیا میری وش ہے کہ آج آپ یہی پہنیں۔" رمشا نے محبت سے اسے کہا۔

" اوہ ڈیئر تھینک یو۔ مگر اب اسک کیا کروں جو کل ہم لے کر آئے تھے۔" اس نے بے چارگی سے کہا۔

"اچھا چلو دکھاؤ یہی پہنوں گی۔خوش" اس نے محبت سے اسے کہا۔

"اوہ تھینک یو۔"

ہالہ نے پیکنگ کھولی تو اس میں بہت ہی سٹائلش، اولیو گرین اور اونیح اور ریڈ کے رنگوں کے امتزاج کا غرارہ اور لانگ شرٹ پر نفیس مگر ہیوی کام ہوا تھا۔

"یہ تو برایڈل ڈریس لگ رہا ہے" ہالہ نے الجھتے ہوئے کہا۔

"پلیز بھابھی"

"اوکے اوکے"

ہالہ کے مان جانے پر اس نے محبت سے اسے گلے لگایا۔ اور ضامن کو ڈن کے ساتھ وکٹری کا نشان بھیجا۔

یہ اسفند کی مہندی کے فنکشن کی بات تھی۔ ہر جانب رنگ و بو کا سیلاب تھا۔

سوائے ہالہ کے سب کو بتایا جاچکا تھا ضامن آرہا ہے اس فنکشن میں۔

اسفند نے بڑی پس و پیش کے بعد بالاخر سب کو منا لیا تھا۔

ہالہ ضامن کے بھیجے ہوئے سوٹ میں کسی ریاست کی شہزادی سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ لمبے گھنے بال کھلے ہوئے، خوبصورتی سے کئیے گ ئے میک اپ میں، نازک سی جیولری پہنے، ماتھے پر ایک سائیڈ پر جھومر لگائے یہاں سے وہاں پھر رہی تھی۔

سارا فنکشن اسفند کی گھر کے لان میں ارینج کیا گیا تھا۔

پہلے لڑکے والوں نے مہندی لانی تھی پھر لڑکی والوں نے چونکہ کمبائن فنکشن تھا سو دونوں سائیڈز نے باری باری آنا ڈیسائیڈ کیا۔

عاصم صاحب اور ضامن کی مدر بڑے فخر سے ہالہ کا تعارف اپنی بہو کی حیثیت سے سب میں کروا چکے تھے۔

ہالہ سمیعہ کی بہن کے فرائض انجام دے رہی تھی۔سو جب لڑکے والے تھال اٹھائے مہندی لے کر آئے تو ہالہ انکو ریسیو کرنے میں انٹرنس کے اینڈ پر سمیعہ کے گھر والوں کے ساتھ کھڑی تھی۔ اسفند کی بہنیں اور کزنز مہدی کے تھال پکڑے آگے تھیں جبکہ لڑکے کو اسکے دوستوں نے لانا تھا۔

ہالہ پھولوں کے تھال پکڑے کھڑی تھی۔ جیسے ہی اسفند کی کزنز مہندی لے کر اندر آگئیں تو انکے پیچھے دس ہیوی بائیکس پہ اسفند کے کزنز نے پہلے انٹری دی۔

سب لڑکے وائٹ شلوار قمیض پر ڈفرنٹ کلرز کی واسکٹس پہنے گاگلز لگائے ہوئے تھے۔

سب نے اس منظر کو انجوائے کیا اور چیخیں اور تالیاں بجا کر لڑکے والوں کی ایسی انٹری کو اپریشیٹ کیا۔

آخر میں دو ہیوی بائکس تھیں جن میں ایک پہ اسفند اور دوسری ہیوی بائیک پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر ہالہ کو لگا اسکے چاروں جانب روشنیاں بھر گئیں ہو ں۔

دل کے کسی کونے میں بہت شدید خواہش تھی اس ستم گر کو آج دیکھنے کی۔

وائٹ شلوار قمیض پر الیو گرین واسکٹ پہنے گاگلز لگائے وہ بھی کسی ریاست کے شہزادے سے کم نہیں لگ رہاتھا۔

اس نے اپنی بائیک بالکل ہالہ کے پاس روکی اور پھر اس سے اتر کر اسے نظر بھر کر دیکھا۔

ئے وہ بولا اہائے مائی لیڈی" ہلکے سے اسکے پاس سے گزرتے ہو

جبکہ ہالہ تو ابھی تک اس ساحر کی مسکراہٹ کے سحر سے نہیں نکل پائی تھی۔

جس قدر وہ ہرٹ ہوئی تھی ابھی اتنی جلدی وہ اسکو معاف کرنے کے حق میں نہیں تھی۔

وہ اسٹیج کے پاس کھڑی مٹھائی کی چیزیں ارینج کرتی اسٹیج پر پہنچا رہی تھی کہ اسکے واٹس ایپ میسج کی ٹون آئی۔ اس نے میسج اوپن کیا تو ضامن کا میسج تھا۔

" وانا ٹیک یو ٹو نائٹ ٹو آ پلیس ویر نو ون کڈ سی اس اینڈ آئی کڈ ٹیل یو ہاؤ مچ آئی لو یو " اور ساتھ ڈھیر سارے ہارٹس اور کسنگ اموجی تھے۔ ہالہ کے گال دہک اٹھے اس نے

غیر اختیاری طور پر جونہی نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ تو اسٹیج پر اسفند کے ساتھ بیٹھے ضامن سے نظر ملی جو اسکے بلشنگ فیس کو دیکھ رہا تھا۔ اسے اپنی طرف دیکھتے پایا تو اپنی شرارتی مسکراہٹ سمیت اسے آنکھ ماری۔ ہالہ نے بے اختیار رخ پھیر کر اپنے دھڑ دھڑ کرتے دل کو سنبھالا۔

مہندی کی رسم کے بعد جیسے ہی گروپ فوٹوز کا سلسلہ شروع ہوا اسفند نے عاصم صاحب اور انکی فیملی کو آنے کو کہا۔

عاصم صاحب اور انکی بیگم سمیعہ اور اسفند کے ساتھ صوفوں پر بیٹھ گ ۓ۔ جبکہ ہالہ اور رمشا صوفے کے پیچھے چلی گئیں۔ ہالا نے شکر کیا کہ ضامن نہیں تھا وہاں۔ مگر یہ شکر تھوڑی دیر کا تھا۔

جیسے ہی فوٹو گرافر پکچر لینے لگا اسفند نے اسے روک کر ادھر ادھر دیکھا کہ دائیں طرف سے ضامن آتا دکھائی دیا۔

ہالہ جز بز ہوئی جب ضامن اسکے دائیں طرف آیا کیونکہ اسکے بائیں طرف رمشا کھڑی تھی۔

ابھی فوٹو گرافر تصویر لینے ہی والا تھا کہ ہالہ کو اپنی کمر پر ضامن کا ہاتھ سرسراتا محسوس ہوا۔ اسکی تو سانس سینے میں اٹک گئی۔

"بھابھی پلیز تھوڑا سا سمائل کریں۔" فوٹو گرافر بھی انکا جاننے والا تھا جس کو پتہ تھا کہ ہالہ ضامن کی منکوحہ ہے۔

"ہالہ نے یک غصیلی نظر ضامن پر ڈالی جو سامنے دیکھتا شرارتی انداز میں مسکرا رہا تھا۔

ہالہ نے ایک سیکنڈ میں کچھ سوچا اور اپنا پاؤں اندازے سے آگے کر کے اپنی ہیل کے نیچے ضامن کا پاؤں زور سے دبایا۔

ضامن یکدم چیخا اور ہالہ نے فوراً پاؤں کھینچ کر منہ نیچے کر کے اپنی ہنسی کنٹرول کی۔

" کیا ہوا" سب نے یکدم پریشانی سے پوچھا۔

"نہیں وہ پاؤں پہ کچھ کاٹا ہے"

اسفند پریشانی سے کھڑا ہوا دکھاؤ "

"ارے کچھ نہیں ہوا بیٹھ تو"

اسے بٹھا کر اب کی مرتبہ ضامن نے تمیز سے فیملی پکچر لی۔

کھانے کے بعد رمشا ہالہ کے پاس آئی۔

"بھابھی وہ اویس انکل باہر گاڑی میں بیٹھے ہیں کہ رہے ہیں آپ سے کچھ بات کرنی ہے"

"تو کیا وہ جا رہے ہیں" ہالہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

"شاید، آپ جلدی سے جائیں" ہالہ تیزی سے اپنا لہنگا اٹھائے باہر آئی۔ ابھی وہ گلی میں نکل کر انکی گاڑی ڈھونڈ رہی تھی کہ ایک ہاتھ نے اسکا ہاتھ تھاما اس نے ڈر کر دیکھا تو وہ ضامن تھا۔ جو اسے لئیے اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہیں کہاں لے جا رہے ہیں چھوڑیں میرا ہاتھ۔" وہ اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔

جو خاموشی سے اسے لئیے گاڑی میں بٹھا کر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب آیا مبادا کہ وہ لاک کھول کر اترتی۔

بیٹھتے ساتھ ہی وہ زن سے گاڑی بڑھا لے گیا۔

"آپ لاک کھول رہے ہیں یا میں شور مچاؤں۔" ہالہ کو سمجھ آگئی تھی کہ جب تک ضامن لاک نہیں کھولے گا اسکی سائیڈ کا دروازہ نہیں کھلے گا۔

وہ تھک ہار کر بیٹھ گئی۔ ضامن خاموشی سے کوئی نمبر ملا رہا تھا۔

"ہیلو! میرے اماں ابا کو بتا دینا کہ ہالہ کی رخصتی ہوگئی ہے۔ اس وقت وہ اپنے میاں کے ساتھ اپنے گھر جا رہی ہے اور وہاں سے ڈائریکٹ اسکے بیڈ روم" ضامن کی بات سن کر اسکے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوئے۔

"ہاہاہا! آفکورس میں کیسے برداشت کر سکتا ہوں کے مجھ سے پہلے تو پیور شادی شدہ کہلائے۔ ایویں تو آج کا ڈریس نہیں بھجوایا تھا۔ دلہن بنا کر ہی اسے اپنے روم میں لے کر جانا تھا نا" ضامن تو آج اسے شاکس پہ شاکس دینے پہ تلا ہوا تھا

اس نے کن اکھیوں سے ہالہ کے حیران چہرے کو دیکھا۔

"چل اب باقی سب کو تم سنبھال لینا۔"

کہتے ساتھ ہی اس نے فون بند کرکے ایک نظر ہالہ کے غصیلے چہرے پر ڈالی۔

پھر ہاتھ بڑھا کر اسکا جھومر ٹھیک کیا جو اسے گاڑی میں زبردستی بٹھانے کے چکر میں اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔

ہالہ نے غصے سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔

"دھیان سے گاڑی چلائیں جس گولڈن نائٹ کے چکر میں یہ ساری پلیننگ کی ہے نہ ایکسیڈنٹ کرا کر کہیں اس سے محروم نہ ہوجائیں۔"

ہاہاہا! اسکی جلی کٹی بات نے ضامن کو قہقہے لگانے پہ مجبور کیا۔

" کسی بھول میں مت رہئیے گا۔میں اتنی آسانی سے آپکو اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔" اس نے غصے سے ضامن کو گھورا۔

"آہاں۔۔۔دشمنی کا کھلم کھلا اعلان" ضامن اسکے لہجے سے محظوظ ہوا۔

گھر آتے ہی گاڑی اندر لے جا کر اس نے ہالہ کی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور ایک مرتبہ پھر آج اسے کوئی موقع دیئے بغیر اپنے بازوؤں میں اٹھایا۔

"ضامن چھوڑیں میں چلی جاؤں گی" وہ اسکے سینے پر مکے مارتے ہوئے چلائی۔ ضامن نے جھک کر اسکی غصے سے لال ہوتی پیاری سی ناک کی ٹپ پر کس کیا۔ اور بس یہیں اسکی بولتی بند ہوگئ۔

کمرے میں لا کر اسے بیڈ پر بٹھاتے ضامن نے پلٹ کر کمرے کے دروازے کو لاک کیا۔

ہالہ کی تو حالت غیر ہو رہی تھی۔

وہ اسکے سامنے دوزانو بیڈ کے پاس بیٹھا اور اسکی گود میں سر رکھ دیا۔

"آیم ایکسٹریملی سوری فار ایچ اینڈ ایوری تھنگ۔ میں نے آپ پہ ہاتھ اپنی محبت کی انتہا میں اٹھایا تھا۔میرے لیئے یہ تصور ہی اتنا جان لیوا تھا کہ کوئی آپکا دعوے دار بن کر میرے پاس آئے اور وہ کہتے ہین نہ کہ محبت اندھی ہوتی ہے اور آپکو پتہ ہے عشق انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ اور آپ سے میں نے عشق کیا تھا۔ پھر بھی میں اس سب کے لیئے معافی مانگتا ہوں جتنا مارنا ہے مجھے مار لیں مگر مجھ سے یہ دوری والی بات مت کریں

میں نے یہ دن بہت تکلیف میں گزارے ہیں پلیز ہالہ۔۔۔" ضامن ابھی بات کر ہی رہاتھا کہ ایک آنسو کا قطرہ اسکے بالوں پر گرا۔

یکدم اس نے سر اٹھایا تو دوسری طرف برسات شروع ہو چکی تھی۔

"ہالہ میری جان" وہ بے اختیار اسکے پاس بیڈ پر بیٹھا اور اسے بانہوں میں لینا چاہا کہ اس نے روتے ہوئے غصے سے اسکے ہاتھ جھٹکے۔

"مت ہاتھ لگائیں مجھے۔" وہ روتے ہوئے بولی۔

ضامن نے زبردستی اسے کھینچ کر اپنے بازوؤں میں بھینچا اور اسکے بالوں پر، ماتھے پر بوسے دیئے۔

"اتنی تکلیف آپکے تھپڑ سے نہیں ہوئی تھی جتنی آپکی بے اعتباری نے دی تھی۔" اسکے سینے پر سر رکھے وہ روتے ہوئے شکوے کر رہی تھی۔

"ویری سوری" "مجھے لگا میں تپتی دھوپ میں کھڑی ہو گئی ہوں۔ آپ تو میری چھاؤں ہیں۔ میرا سب سے قیمتی رشتہ اگر آپ ایسے کریں گے تو میں کہاں جاؤں گی۔" رو رو کر وہ دل کی بھڑاس نکال رہی تھی اور ضامن کے لیئے اسے سمیٹنا مشکل ہو رہا تھا۔

"آئندہ ایسے نہیں ہوگا۔" ضامن کے لفظوں پر وہ یقین لے آئی۔

پھر یکدم کچھ یاد آنے پر پیچھے ہوئی۔ ضامن نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"آپ نے اس رات زمان کے ساتھ ڈرل سے کیا کیا تھا"

"ہالہ پلیز ڈونٹ ٹاک اباؤٹ اینی ون ایلس۔" ضامن نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"پلیز بتائیں نہ۔نہیں تو میں ناراض ہو جاؤں گی۔" اس نے ضامن کو دھمکی دی۔

"یہ فرسٹ اور لاسٹ ٹائم بتا رہاہوں ادروائز ہم اپنے مشن اور پروفیشنل لائف سے متعلق باتیں اپنے گھر والوں کو بھی نہیں بتاتے۔"

"وہ مشن پرسنل بھی تھا اور اس سے بدلہ آپ نے اپنے پرسنل کنسرن کی وجہ سے لیا تھا۔"

"ہاں یہ صحیح ہے، جب میں نے آپکا چہرہ دیکھا تو آئی کانٹ ٹیل یو مجھ پر کیا قیامت ٹوٹی تھی لہزا میں نے ان ہاتھوں میں اتنے سوراخ کئے تھے کہ وہ ہاتھ آئندہ اٹھنے کے قابل نہ رہیں"

اف ضامن آپ کتنے خوفناک ہیں" وہ حیرت سے پھٹی آنکھوں سے اسکی بات سنتی اس سے پیچھے سرکی۔

"میں اس سے بھی دہشتناک ہوجاؤں گا اگر اب آپ مجھ سے دور ہوئی۔اسی لیئے نہیں بتا رہا تھا۔" اس نے ہالہ کو دھمکی دی۔

"اسکے تو مجھ پر اٹھنے والے ہاتھوں کے ساتھ تو یہ سلوک کیا اور آپ نے جو مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا اسکا کیا" ہالہ نے اسے جتایا۔

ضامن نے اسکے آگے اپنا وہی ہاتھ پھیلایا۔

"آپکی مرضی جو سلوک کرنا چاہیں کریں میں اف تک نہیں کروں گا۔"

اپنی اسی جان لیوا مسکراہٹ سے اس نے ہالہ کو دیکھا۔

ہالہ نے ایک نظر اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں ہر طرف بس وہی تھی۔

اس نے دھیرے سے اسکے ہاتھ کو تھام کر اس پہ اپنے لب رکھے پھر اپنے گال سے مس کرتے ہوئے بولی/

" یہ ہاتھ تو میرے نجات دہندہ ہیں" ضامن نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھ لگایا اور پھر اسے اپنی محبت کی بارش میں بھگونے لگا ۔

ختم شد